بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 42

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

13 ربیع الثانی 1446 ہجری قمری • 17 اخاء 1403 ہجری شمسی • 17 اکتوبر 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

﴿سورہ النحل: آیت ۱۹﴾

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرنا چاہو تو اسے احاطہ میں نہ لاسکو گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 اکتوبر 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یاد رکھو! خدا پر ایمان بڑی چیز ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

صحابہؓ کا ایمان

میں پھر صحابہؓ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے۔ انہوں نے اپنی آنکھ سے ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے، ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے ان کو ذرا بھی پرواہ ہونے نہیں دی کہ قوم چھوڑی، ملک چھوڑا، جائیدادیں چھوڑیں، احباب و رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا۔ وہ صرف خدا ہی پر بھروسا تھا اور ایک خدا پر بھروسا کر کے انہوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے۔ ایمان تھا اور صرف ایمان تھا اور کچھ نہ تھا، ورنہ بالمقابل دنیا داروں کے منصوبے اور تدبیریں اور پوری کوششیں اور سرگرمیاں تھیں پر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کی تعداد، جماعت، دولت سب کچھ زیادہ تھا مگر ایمان نہ تھا۔ اور صرف ایمان ہی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے اور کامیابی کی صورت نہ دیکھ سکے مگر صحابہ نے ایمانی قوت سے سب کو جیت لیا۔ انہوں نے جب ایک شخص کی آواز سنی جس نے باوصفیکہ اُمی ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی مگر اپنے صدق اور امانت اور راستبازی میں شہرت یافتہ تھا، جب اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں، یہ سنتے ہی ساتھ ہو گئے اور پھر دیوانوں کی طرح اس کے پیچھے چلے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے ان کی یہ حالت بنادی اور وہ ایمان تھا۔ یاد رکھو! خدا پر ایمان بڑی چیز ہے۔

خدا تعالیٰ کی ہستی

انگریزی اور مغربی قومیں دنیا کی تلاش اور خواہش میں لگی ہوئی ہیں۔ ابتدا میں ایک موہوم اور خیالی امید پر کام شروع کرتے ہیں۔ سینکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں روپے برباد ہوتے ہیں۔ آخر ایک بات پا ہی لیتے ہیں۔ پھر کس قدر افسوس اور تعجب ان پر ہے جو کہتے ہیں خدا نہیں مل سکتا۔ کس نے مجاہدہ اور سعی کی اور پھر خدا کو نہیں پایا؟ خدا تو ملتا ہے اور بہت جلد ملتا ہے لیکن اس کے پانے والے کہاں؟؟؟

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 42، ایڈیشن 2018، قادیان)

جب بھی کوئی نبی آتا ہے اور وہ لوگوں کی اصلاح کی تجاویز کرتا ہے تو شیطان اسکے راستہ میں روکیں ڈالنی شروع کر دیتا ہے
مگر اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منافق اور کمزور ایمان لوگ الگ ہوجاتے ہیں
اور خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی مضبوطی اور اس کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 56 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کو نبیوں کے راستہ میں کیوں روکیں ڈالنے دیتا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں تا کہ اِن شیطانی فتنوں کے ذریعہ نبیوں کی جماعتیں ہر قسم کی منافقت اور بے ایمانی رکھنے والوں سے پاک ہو جائیں اور دشمنوں کی عداوت لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ جب شیطان روکیں پیدا کرتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بدی ہوتی ہے اور جن کے قلوب سخت ہوتے ہیں وہ اس کی بات مان لیتے ہیں اور بلاوجہ مومنوں پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس کمزور ایمان والوں کی کمزوری اور دشمنوں کی دشمنی دونوں ظاہر ہو جاتی ہیں اور پتہ لگ جاتا ہے کہ اسلام کے دشمن ضد اور مخالفت میں کس قدر بڑھے ہوئے ہیں اور یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے کہ اسلام پر سچا ایمان لانے والے لوگ شریروں کی شرارتوں سے ڈرتے نہیں بلکہ ایمان میں اَور بھی بڑھتے ہیں اور اس طرح مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بیان فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی نبی آتا ہے اور وہ لوگوں کی اصلاح کی تجاویز کرتا ہے تو شیطان اسکے راستہ میں روکیں ڈالنی شروع کر دیتا ہے مگر اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منافق اور کمزور ایمان لوگ الگ ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی مضبوطی اور اس کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اب ان معنوں پر غور کرو اور دیکھو کہ یہ معنے تمام نبیوں کو عموماً اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خصوصاً کس طرح شیطان کے تصرف سے محفوظ رکھتے ہیں۔ بلکہ اُلٹا یہ بتاتے ہیں کہ نبیوں پر شیطان کا تصرف تو الگ رہا شیطان اُن سے ماریں کھاتا ہے اور جب ہم قرآن کریم کی یہ آیت مدنظر رکھیں کہ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ (سورۂ بنی اسرائیل ع ۷) کہ میرے بندوں پر تجھے کبھی غلبہ نصیب نہ ہوگا تو میرے کئے ہوئے معنے ہی ٹھیک ثابت ہوتے ہیں اور مفسرین کے کئے ہوئے معنے غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ کسی نبی کی زبان پر شیطان کا قبضہ خصوصاً وحی کی تلاوت کے وقت تو اتنا بڑا ''سلطان'' ہے کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ ہم تو معمولی انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ حکومتیں اُن پر کتنا ہی جبر کریں وہ اُن کے خلاف نعرے لگاتے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو سب نبیوں کے بھی سردار تھے شیطان نے اُن کی زبان پر تصرف کر لیا اور نعوذ باللہ اُن کے منہ سے شرکیہ کلمات نکلوا دیئے۔ یہ تو سورۂ بنی اسرائیل والی آیت کی صریح تردید ہے اور قرآن کریم کی کوئی آیت دوسری آیت کی تردید نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا (سورۃ النسآء آیت ۸۳) یعنی کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے۔ اگر

باقی صفحہ نمبر 06 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اچھّی اور فائدہ مند چیز عاریۃً دینے کا ثواب

{2629} حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دودھیل اُونٹنی جو خوب دودھ دے، اس کا دینا بھی کیا ہی اچھا عطیہ ہے اور اسی طرح وہ بکری بھی جو خوب دودھ دے۔ صبح کو بھی باہر جاتے جاتے ایک برتن بھر کر دیتی ہو اور شام کو بھی واپس آ کر ایک برتن بھر کر دودھ دے۔

{2631} حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اچھّی خصلتیں چالیس ہیں۔ ان میں سے اعلیٰ خصلت دودھیل بکری کو عاریتاً دینا ہے۔ جو بھی عمل کرنے والا ان خصلتوں میں سے کسی خصلت پر بھی عمل کرتا ہے بحالیکہ اس کے ثواب کی اُمید اور اس وعدۂ ثواب کو سچا جانتا ہے جو اللہ کی طرف سے کیا گیا ہے تو اللہ اسے اس کے اس امید و یقین کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ حسان کہتے تھے: ہم نے دودھیل بکری کے عطیہ کے سوا دوسری خصلتوں کا شمار کیا۔ جیسے سلام کا جواب دینا اور چھینکنے پر دعا کرنا اور راستہ سے تکلیف دِہ چیز ہٹانا۔ اس طرح کی اور باتیں بھی۔ لیکن ہم سے پندرہ خصلتوں تک ہی گنتی پوری ہوسکی۔

(صحیح البخاری، جلد 4، کتاب الھبہ)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 27 ستمبر 2024 (مکمل متن)
پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
واقفاتِ نو انڈونیشیا کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا، اعلانات
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اگر آپ ایک واقفہ نو ڈاکٹر ہیں یا ٹیچر ہیں تو آپ کو دوسرے ممالک بھجوایا جاسکتا ہے، یہ باتیں آپ کے پیشہ اور تعلیم پر منحصر ہیں

بطور احمدی ہمیں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانا چاہیے لیکن واقفاتِ نَو پر اس ضمن میں زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے
انہیں طبی میدان میں بھی حقیقی اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانا چاہیے، اگر آپ کے اخلاق اچھے ہوں گے، اگر آپ کا اپنے مریضوں سے رویہ اچھا ہوگا
تو ان کو دکھائی دے گا کہ یہ ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹروں سے مختلف ہے، پھر آپ ان کو بتا سکتی ہیں کہ میں احمدی مسلمان ڈاکٹر ہوں
اگر آپ پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ سے اپنے مریضوں کے لیے دعا کر رہی ہوں گی تو
ان کو نظر آئے گا کہ یہ ایک اچھی مسلمان ہے اور ہمیں اس کے بارے میں مزید جاننا چاہیے، اس طرح آپ تبلیغ کے نئے راستے نکال سکتی ہیں

شادی کے بعد اگر شوہر خوش ہے کہ آپ اپنے کام کو جاری رکھیں تو آپ جاری رکھیں، اگر وہ کہے کہ نہ کرو تو آپ کو چاہیے کہ آپ نہ کریں
لیکن آپ لجنہ اماء اللہ یا کسی اور جماعتی یا فلاحی ادارہ کے لیے رضا کارانہ طور پر خدمت بجالانا جاری رکھ سکتی ہیں
یہ بھی یاد رکھیں کہ جب آپ کے بچے ہو جائیں تو ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بچوں کا خیال رکھے اور وہ ہر لحاظ سے اچھے ماحول میں پرورش پائیں
پس آپ کا پہلا فرض اپنے گھر بچوں اور خاوند کی دیکھ بھال ہے، اس کے بعد اگر آپ کے پاس زائد وقت ہو تو کام بھی کر سکتی ہیں

شادی کے بعد جو بھی آپ کام کرتی ہیں، خواہ جماعت میں ہو یا باہر، خاوند کی اجازت اور رضامندی سے کرنا چاہیے
اپنے خاوند کو یہ بات باور کرائیں کہ وہ آپ کو جماعت کیلئے کام کرنیکی اجازت دیں
اس طرح آپ اور آپ کی فیملی خدا تعالیٰ کی برکتوں سے مستفیض ہوتی چلی جائیں گی

آپ خواہ وقف نو کی تحریک میں شامل ہوں یا نہ ہوں ایک طالبہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنی پڑھائی کو زیادہ ترجیح دینی چاہیے
پہلے اپنی پڑھائی مکمل کرلیں، اعلیٰ تعلیم حاصل کرلیں اور پھر جماعتی خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں

شیطان پر قابو پانے کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی ضرورت ہے، دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد اور شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے
جب کوئی اہم کام شروع کریں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو ہمارے لیے آسان کرے، اس سے مدد اور راہنمائی مانگتے رہنا چاہئے

اپنی نمازوں کو خشوع وخضوع سے ادا کرو، اپنے سجدوں میں رو کر دعا کرو، پھر آپ کو اطمینان قلب نصیب ہو جائے گا

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ واقفاتِ نو انڈونیشیا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ 15 رجنوری 2023ء کو انڈونیشیا کی واقفاتِ نَو کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِانور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ واقفاتِ نَو نے جکارتہ سے آن لائن شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ سے ہوا جس کے بعد ایک حدیث اردو اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کی گئی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں سے ایک اقتباس زبانی پیش کیا گیا۔

اس پر حضور انور نے اقتباس پیش کرنے والی لڑکی سے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے پورا اقتباس زبانی یاد کیا ہوا ہے جس پر موصوفہ نے اثبات میں جواب دیا۔ **حضور انور نے فرمایا** کہ ماشاء اللہ۔ آپ کا حافظہ تو بہت اچھا ہے۔

بعدازاں ایک ترانہ پیش ہوا جس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے واقفات نو انڈونیشیا کے حوالے سے ایک رپورٹ پیش کی جس کے بعد واقفاتِ نَو کی سرگرمیوں پر مشتمل ایک ویڈیو بھی دکھائی گئی۔

بعدازاں واقفاتِ نَو کو حضور انور سے متفرق امور پر سوالات کرنے کا موقع ملا۔

ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ انسان اپنے اندر شیطان کو کس طرح ختم کرسکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تم ابھی چھوٹی اور معصوم ہو۔ شیطان پر قابو پانے کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی ضرورت ہے۔ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد اور شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے۔ اسی لیے قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے پہلے ہم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے بچا کر رکھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں پاک کرے، نماز پڑھنے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور اچھی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے اس بچی کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے والدین کی فرمانبرداری کرے، اپنی پڑھائی پر توجہ دے اور اپنے دوستوں سے جھگڑا نہ کرے۔ فرمایا کہ اگر کوشش اور دعا کرو گی تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ طبی میدان میں کام کرتے ہوئے بطور واقفاتِ نَو ہم اسلام احمدیت کا پیغام کیسے پہنچا سکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے متعدد مواقع پر بتایا اور سمجھایا ہے کہ بطور احمدی ہمیں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانا چاہیے لیکن واقفاتِ نَو پر اس ضمن میں زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انہیں طبی میدان میں بھی حقیقی اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانا چاہیے۔ اگر آپ کے اخلاق اچھے ہوں گے، اگر آپ کا اپنے مریضوں سے رویہ اچھا ہوگا تو ان کو دکھائی دے گا کہ یہ ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹروں سے مختلف ہے۔ یہ تو بہت خیال رکھنے والی ڈاکٹر ہے، وہ میری بات سنتی ہے اور مریضوں کو بہت توجہ سے دیکھتی ہے۔ پھر وہ جاننے کی بھی کوشش کریں گے کہ آپ کون ہیں؟ پھر آپ ان کو بتا سکتی ہیں کہ میں احمدی مسلمان ڈاکٹر ہوں اور یہ میری ڈیوٹی اور میرا فرض ہے کہ میں دوسروں سے احترام سے پیش آؤں اور اپنے مریضوں کو احترام اور احتیاط سے دیکھوں۔ چنانچہ اس طرح آپ تبلیغ کے نئے راستے کھول رہی ہوں گی۔

پھر آپ اپنے ساتھی ڈاکٹروں کو بھی بتا سکتی ہیں کہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کا بھی آپؐ سے عشق و وفا کا عجیب رنگ تھا۔

کس طرح وہ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ اپنی ذات پر ان سب کو ترجیح دے رہے تھے۔

ایسے شجاع کہ اپنی جان کا کوئی فکر نہیں، اہلِ مدینہ کا فکر ہے اور اس کے لیے اکثر خود جگہ جگہ موجود ہوتے ہیں

اور کبھی بظاہر آرام کرنے کے لیے خیمے میں تشریف لاتے بھی ہیں تو اس کا اکثر حصہ خدا کے حضور سربسجود ہو کے، دعائیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں

غزوۂ احزاب کے دوران پیش آنے والے بعض واقعات کا بیان

لجنہ اماء اللہ اور مجلس انصار اللہ (یوکے) کو سالانہ اجتماعات کے دوران دعاؤں میں وقت گزارنے اور درود شریف کا ورد کرنے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27؍ستمبر 2024ء بمطابق 27؍تبوک 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ○

جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان حالات کا ذکر فرمایا ہے جو جنگِ احزاب میں پیش آئے۔ اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’چونکہ مدینہ کا ایک کافی حصہ خندق سے محفوظ تھا اور دوسری طرف کچھ پہاڑی ٹیلے، کچھ پختہ مکانات اور کچھ باغات وغیرہ تھے، اس لیے فوج یکدم حملہ نہیں کر سکتی تھی۔ پس انہوں نے مشورہ کر کے یہ تجویز کی‘‘ یعنی کافروں نے ’’کہ کسی طرح یہود کا تیسرا قبیلہ جو ابھی مدینہ میں باقی تھا اور جس کا نام بنوقریظہ تھا اپنے ساتھ ملا لیا جائے اور اس ذریعہ سے مدینہ تک پہنچنے کا راستہ کھولا جائے۔ چنانچہ مشورہ کے بعد حُیَی ابن اخطَب جو جلاوطن کردہ بنونضیر کا سردار تھا اور جس کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے سارا عرب اکٹھا ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوا تھا اسے کفار کی فوج کے کمانڈر ابوسفیان نے اس بات پر مقرر کیا کہ جس طرح بھی ہو بنوقریظہ کو اپنے ساتھ شامل کرو۔ چنانچہ حیی ابن اخطب یہودیوں کے قلعوں کی طرف گیا اور اس نے بنوقریظہ کے سرداروں سے ملنا چاہا۔ پہلے تو انہوں نے ملنے سے انکار کیا لیکن جب اس نے ان کو سمجھایا کہ اِس وقت سارا عرب مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے آیا ہے اور یہ بستی سارے عرب کا مقابلہ کسی صورت میں نہیں کر سکتی اِس وقت جو لشکر مسلمانوں کے مقابل پر کھڑا ہے اس کو لشکر نہیں کہنا چاہئے بلکہ ایک ٹھاٹھیں مارنے والا سمندر کہنا چاہئے تو اِن باتوں سے اس نے بنوقریظہ کو آخر غداری اور معاہدہ شکنی پر آمادہ کر دیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ کفار کا لشکر سامنے کی طرف سے خندق پار کرنے کی کوشش کرے اور جب وہ خندق پار ہونے میں کامیاب ہو جائیں تو بنوقریظہ مدینہ کی دوسری طرف سے مدینہ کے اس حصہ پر حملہ کر دیں گے جہاں عورتیں اور بچے ہیں جو بنوقریظہ پر اعتبار کر کے بغیر حفاظت کے چھوڑ دیئے گئے تھے اور اس طرح مسلمانوں کی مقابلہ کی طاقت بالکل کچلی جائے گی‘‘ وہاں سے حملہ کیا جائے۔ ’’اور ایک ہی دم میں مسلمان مرد، عورتیں اور بچے سب مار دیئے جائیں گے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر اِس تدبیر میں تھوڑی بہت کامیابی بھی کفار کو ہو جاتی تو مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ حفاظت کی باقی نہیں رہتی تھی۔ بنوقریظہ مسلمانوں کے حلیف تھے اور اگر وہ کھلی جنگ میں شامل نہ بھی ہوتے تب بھی مسلمان یہ امید کرتے تھے کہ ان کی طرف سے ہو کر مدینہ پر کوئی حملہ نہیں کر سکے گا۔ اسی وجہ سے ان کی طرف کا حصہ بالکل غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا تھا۔

بنوقریظہ اور کفار نے بھی اس صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ جب بنوقریظہ کفار کے ساتھ مل گئے تو وہ کھلے بندوں کفار کی مدد نہ کریں تا ایسا نہ ہو کہ مسلمان مدینہ کی اس طرف کی حفاظت کا بھی کوئی سامان کر لیں۔‘‘ بڑی ہوشیاری دکھائی انہوں نے۔ ’’جو بنوقریظہ کے علاقہ کے ساتھ ملتی تھی۔‘‘ یعنی ادھر سے حملہ نہ ہو جائے۔ یہ خیال نہ آ جائے مسلمانوں کو۔ ’’یہ تدبیر نہایت ہی خطرناک تھی۔ مسلمانوں کو غافل رکھتے ہوئے کسی ایسے وقت میں بنوقریظہ کا دشمن کے ساتھ جا ملنا جبکہ اسلامی فوج پر کفار کی فوج کا زبردست دھاوا ہو رہا ہو مدینہ کی اس طرف کی حفاظت کو جس طرف بنوقریظہ کے قلعے واقعہ تھے بالکل ناممکن بنا دیتا تھا۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 272-273) بلکہ صرف حفاظت ہی نہیں جو ناممکن بنائی جاتی۔ اس کا تو سوال ہی نہیں بلکہ حملے کا خطرہ بھی بہت بڑھ گیا تھا۔

بہرحال ان حالات میں مسلمانوں کی فکر قدرتی تھی اور اس کے سدِّ باب کے لیے بھی کوشش ضروری تھی۔ اس کے لیے مدینہ کی حفاظت کے لیے پانچ سو افراد کا تعین کرنے کا فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی تفصیل سیرت نگاروں نے یوں بیان کی ہے کہ بنوقریظہ کے معاہدہ توڑنے کی خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی تو ان کا خوف بڑھ گیا اور ان کو عورتوں اور بچوں کی فکر ہونے لگی اور مسلمانوں کی حالت ویسی ہو گئی جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِذۡ جَآءُوۡکُمۡ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ وَاِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ وَبَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا (الاحزاب: 11) جب وہ تمہارے پاس تمہارے اوپر کی طرف سے بھی اور تمہارے نشیب کی طرف سے بھی آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل اچھلتے ہوئے ہنسلیوں تک جا پہنچے اور تم لوگ اللہ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان تو دشمن کے سامنے تھے اور مختلف جگہوں پر باری باری خندق کا پہرہ دیتے تھے۔ وہ وہاں سے نہیں ہٹ سکتے تھے۔ سیرت نگاروں نے خندق کے آٹھ مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں پہرہ دیا جاتا تھا اور ان سب کا نگران حضرت زبیر بن عوامؓ کو بنایا گیا تھا۔

بنوقریظہ چونکہ اب معاہدہ ختم کر کے محاصرہ کرنے والے قبائل کے ساتھ مل چکے تھے اور ان کی بابت خبریں ملنے لگیں کہ وہ کسی بھی وقت مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سَلَمہ بن اسلمؓ کو دو سو افراد کے ساتھ اور حضرت زید بن حارثہؓ کو تین سو افراد کے ساتھ مدینہ کی حفاظت کے لیے بھیجا اور فرمایا کہ رات کے وقت وہ مختلف جگہوں پر پہرہ دیں اور وقتاً فوقتاً تکبیر یعنی اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہیں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 384-385 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 288 جلد 10 مطبوعہ المرکز الاسلامی للدراسات بیروت 2006ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ’’اس وقت مدینہ کا مطلع ظاہری اسباب کے لحاظ سے سخت تاریک و تار تھا۔ شہر کے چاروں طرف ہزار ہا خونخوار دشمن ڈیرہ ڈالے پڑے تھے جو ہر وقت اس تاک میں تھے کہ کوئی موقعہ ملے تو مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کو ملیا میٹ کر دیں۔ شہر میں مسلمانوں کے پہلو میں غدّار بنوقریظہ تھے جن کے سینکڑوں مسلح نوجوان اپنی ذات میں ایک جری لشکر سے کم نہ تھے اور جو جس وقت چاہتے یا موقعہ پاتے عقب کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔ اور مسلمان خواتین اور بچے جو شہر میں تھے وہ تو گویا ہر وقت ان کا شکار ہی تھے۔ اس صورت حال نے جس کی حقیقت کسی سمجھدار شخص پر مخفی نہیں رہ سکتی تھی کمزور مسلمانوں میں سخت پریشانی اور سراسیمگی پیدا کر دی اور منافق طبع لوگ تو برملا کہنے لگے کہ مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا (الاحزاب: 13)۔ یعنی ’’معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے وعدے مسلمانوں کی فتح و کامرانی کے متعلق یونہی جھوٹے ہی تھے‘‘۔ بعض منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ! شہر میں ہمارے مکانات بالکل غیر محفوظ ہیں آپ اجازت دیں تو ہم اپنے گھروں میں ٹھہر کر ان کی حفاظت کریں۔ جس کے جواب میں خدائی وحی نازل ہوئی کہ وَمَا ہِیَ بِعَوۡرَۃٍ ۚۛ اِنۡ یُّرِیۡدُوۡنَ اِلَّا فِرَارًا (الاحزاب: 14)۔ یعنی ’’یہ غلط ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا خیال ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وہ میدان کارزار سے بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔‘‘ مگر یہی وقت مخلص مسلمانوں کے ایمان کے اظہار کا تھا۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے

وَلَمَّا رَاَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ ۙ قَالُوۡا ہٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ ۫ وَمَا زَادَہُمۡ اِلَّاۤ اِیۡمَانًا وَّتَسۡلِیۡمًا۔ (الاحزاب: 23) جب مومنوں نے کفار کے اس لاؤ لشکر کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے وعدوں کے مطابق ہے اور خدا اور رسول ضرور سچے ہیں۔

پس اس حملہ سے بھی ان کے ایمان و تسلیم میں زیادتی ہی ہوئی مگر موقعہ کی نزاکت اور حالات کے خطرناک پہلو کا سب کو یکساں احساس تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذۡ جَآءُوۡکُمۡ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ وَاِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ وَبَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا۔ ہُنَالِکَ ابۡتُلِیَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَزُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِیۡدًا۔ (الاحزاب:11-12) یعنی ’’یاد کرو جبکہ کفار کا لشکر تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے کی طرف سے ہجوم کر کے تم پر آ گیا۔ جبکہ گھبراہٹ میں تمہاری آنکھیں پتھرانے لگیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ (اپنے اپنے رنگ میں یعنی کوئی کسی رنگ میں اور کوئی کسی رنگ میں) خدا کے متعلق مختلف خیالات میں پڑ گئے۔ وہ وقت واقعی مومنوں کے لیے ایک سخت امتحان کا وقت تھا اور مسلمانوں پر ایک نہایت شدید زلزلہ وارد ہوا تھا۔‘‘

ایسے خطرناک وقت میں مسلمانوں کی قلیل جمعیت جن میں بعض کمزور طبیعت لوگ اور بعض منافق بھی شامل تھے کیا مقابلہ کر سکتی تھی۔ ان کے پاس تو اتنے آدمی بھی نہ تھے کہ کمزور مواقع پر خاطر خواہ پہرے کا انتظام کر سکیں۔ چنانچہ دن رات کی سخت ڈیوٹی نے مسلمانوں کو چُور کر رکھا تھا۔ دوسری طرف بنوقریظہ کی غداری کی وجہ سے شہر کی گلی کوچوں کے پہرے کو زیادہ مضبوط کرنا بھی ضروری تھا تا کہ مستورات اور بچے محفوظ رہ سکیں۔ کفار کے سپاہی مسلمانوں کو ہر رنگ میں پریشان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کبھی وہ کسی کمزور جگہ پر یورش کر کے جمع ہو جاتے اور مسلمان اس کی حفاظت کے لیے وہاں اکٹھے ہونے لگتے اور جس پر وہ فوراً رُخ پلٹ کر کسی دوسرے موقعہ پر زور ڈال دیتے اور مسلمان بیچارے بھاگتے ہوئے وہاں پہنچتے۔ کبھی وہ ایک ہی وقت میں دو دو تین تین جگہوں پر دھاوا کر کے پہنچتے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی جمعیت منتشر ہو کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی اور بعض اوقات حالات بہت نازک صورت اختیار کر لیتے اور قریب ہوتا کہ کسی کمزور موقعے سے فائدہ اٹھا کر لشکر کفار حدود شہر کے اندر داخل ہو جاوے۔ ان دھاووں کا مقابلہ مسلمانوں کی طرف سے عموماً تیروں کے ذریعہ کیا جاتا تھا مگر بعض اوقات کفار کے سپاہی یہ طریق اختیار کرتے کہ ایک دستہ تو مسلمانوں پر تیروں کی باڑ مار مار کر انہیں پیچھے رکھتا اور دوسرا دستہ یورش کر کے خندق کے کسی کمزور حصہ پر دھاوا کر کے آ جاتا اور اسے کود کر عبور کرنا چاہتا۔ یہ طریقِ جنگ صبح سے لے کر شام تک بلکہ بعض اوقات رات کے حصوں میں بھی جاری رہتا تھا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 585-586)

تاریخ میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غطفان سے صلح کے بارے میں بھی صحابہؓ، خاص طور پر انصار سے پوچھا۔

چنانچہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’یہ دن مسلمانوں کے لیے نہایت تکلیف اور پریشانی اور خطرے کے دن تھے اور جوں جوں یہ محاصرہ لمبا ہوتا جاتا تھا مسلمانوں کی طاقتِ مقابلہ لازماً کمزور ہوتی جاتی تھی اور گو ان کے دل ایمان واخلاص سے پُر تھے مگر جسم جو مادی قانونِ اسباب کے ماتحت چلتا ہے مضمحل ہوتا چلا جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کو دیکھا تو آپؐ نے انصار کے رؤساء سعد بن معاذ اور سعد بن عُبادہ کو بلا کر انہیں سارے حالات جتلائے اور مشورہ مانگا کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ساتھ ہی اپنی طرف سے یہ ذکر فرمایا کہ اگر تم لوگ چاہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبیلہ غطفان کو مدینہ کے محاصل میں سے کچھ حصہ دینا کر کے اس جنگ کو ٹال دیا جاوے۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ’’یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس بارہ میں کوئی خدائی وحی ہوئی ہے تو سرِ تسلیم خم ہے۔ اس صورت میں آپؐ بے شک خوشی سے اس تجویز کے مطابق کارروائی فرمائیں۔‘‘ آپؐ نے فرمایا ’’نہیں نہیں۔ مجھے اس معاملہ میں وحی کوئی نہیں ہوئی۔ میں تو صرف آپ لوگوں کی تکلیف کی وجہ سے مشورہ کے طریق پر پوچھتا ہوں۔‘‘ سَعۡدَین یعنی دونوں، سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ ’’پھر ہمارا یہ مشورہ ہے کہ جب ہم نے شرک کی حالت میں کبھی کسی دشمن کو کچھ نہیں دیا تو اب مسلمان ہو کر کیوں دیں۔ واللہ ہم انہیں تلوار کی دھار کے سوا کچھ نہیں دیں گے۔‘‘

اب تو جنگ ہی ہے۔ ’’چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار ہی کی وجہ سے فکر تھا جو مدینہ کے اصل باشندہ تھے اور غالباً اس مشورہ میں آپ کا مقصد بھی صرف یہی تھا کہ انصار کی ذہنی کیفیت کا پتہ لگائیں کہ کیا وہ ان مصائب میں پریشان تو نہیں ہیں۔ اور اگر وہ پریشان ہوں تو ان کی دلجوئی فرمائیں۔ اس لیے آپ نے پوری خوشی کے ساتھ ان کے اس مشورہ کو قبول فرمایا‘‘ یعنی سعدین کے مشورہ کو ’’اور جنگ جاری رہی۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 589-590)

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ باوجودیکہ خندق ایک مضبوط دفاعی دیوار کے طور پر کام تو دے رہی تھی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ مسلمان پوری طرح محفوظ و مامون تھے۔ اوّل تو منافقین اور خاص طور پر بنو قریظہ جیسے جنگجو لوگ مدینہ کے اندر ہی موجود تھے اور معاہدہ ختم کرنے کے بعد وہ ایک خطرناک دشمن کے طور پر سامنے تھے۔ دوسری طرف خندق کے باوجود بعض جگہیں ایسی تھیں کہ وہاں سے دشمن کے حملے کا خطرہ تھا اور اس جگہ دشمن کے خندق عبور کر کے اندر آنے کے امکانات تھے۔ اس پریشان کن صورتحال کے پیش نظر جگہ جگہ مسلسل پہرا دیا جا رہا تھا اور اس پہرے میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنفسِ نفیس موجود ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نگرانی بھی کر رہے ہوتے اور صحابہ کی ڈھارس بھی بندھا رہے ہوتے اور یہ سارا عمل دن کو بھی جاری رہتا اور رات کو بھی جاری رہتا اور مدینے کی یہ راتیں سخت سردی کی راتیں تھیں اور بھوک کی مشکلات اس کے علاوہ تھیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے شگاف تک پہرہ دینے جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سردی تکلیف دیتی تو میرے پاس تشریف لاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم گرم ہو جاتا تو پھر خندق کے شگاف کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ لوگ اس طرف سے آ سکتے ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح آرام فرما رہے تھے اور اتنا تھکے ہوئے تھے کہ فرمایا کہ کاش کوئی نیک آدمی آج رات اس جگہ کا پہرہ دیتا تو اسی دوران جب آپؐ نے یہ بات فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ تو سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میں سعد ہوں۔ آپؐ کی حفاظت کے لیے پہرہ دینے آیا ہوں تو آپؐ نے اپنی حفاظت کے بجائے فرمایا آپ فلاں جگہ جاؤ۔ وہاں خندق کا ایک حصہ کمزور ہے وہاں پہرہ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کا بھی آپؐ سے عشق و وفا کا عجیب رنگ تھا۔ کس طرح وہ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ اپنی ذات پر ان سب کو ترجیح دے رہے تھے۔ ایسے شجاع کہ اپنی جان کا کوئی فکر نہیں، اہلِ مدینہ کا فکر ہے اور اس کے لیے اکثر خود جگہ جگہ موجود ہوتے ہیں اور کبھی بظاہر آرام کرنے کے لیے خیمے میں تشریف لاتے بھی ہیں تو اس کا اکثر حصہ خدا کے حضور سر بسجود ہو کے، دعائیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کے موقع پر موجود تھی اور ہم شدید سردی میں تھے۔ مَیں نے ایک رات دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے خیمہ میں جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہا نماز پڑھی یعنی جس حد تک ممکن تھا بہت لمبی نماز پڑھی۔ پھر کچھ دیکھا تو خیمے سے باہر تھوڑی دیر تشریف لے گئے۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ یہ مشرکین کے شہسوار خندق کو پار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر عَبَّاد بن بِشرؓ کو آواز دی تو انہوں نے کہا لبیک! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اَور بھی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میرے ساتھ میرے چند ساتھی ہیں اور آپ کے خیمے کے ارد گرد پہرہ دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ اور خندق کا چکر لگاؤ۔ یہ مشرکین کے شہسوار خندق کا چکر لگا رہے ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ تم پر غفلت میں حملہ کریں۔ انہوں فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ فَادۡفَعۡ عَنَّا شَرَّھُمۡ، وَانۡصُرۡنَا عَلَیۡھِمۡ، وَاغۡلِبۡھُمۡ، فَلَا یَغۡلِبُھُمۡ اَحَدٌ غَیۡرُکَ۔ اے اللہ! ہم سے ان کا شر دور کر دے اور ان کے خلاف ہماری مدد کر اور ان کو مغلوب کر۔ تیرے علاوہ کوئی ان کو مغلوب نہیں کر سکتا۔ عَبَّاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے تو ابوسفیان بن حَرب اپنے ساتھیوں کے ساتھ خندق کی تنگ جگہ کا چکر لگا رہا تھا۔ مسلمانوں کو ان کا پتہ چل گیا تو ان کو پتھر اور تیر مارنے شروع کیے جس وجہ سے وہ اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے یعنی دشمن وہاں سے پھر لوٹ گیا۔ حضرت عَبَّادؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عَبَّاد بن بِشر پر رحم کرے۔ وہ تمام صحابہ کرام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے ساتھ زیادہ رہتے تھے۔ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیتے تھے۔ (سبل الھدی والرشاد جلد 4 صفحہ 374-375 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا یہ حال تھا کہ آپؐ سردی میں رات کو اٹھ اٹھ کر اس جگہ جاتے اور اس کا پہرہ دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ پہرہ دیتے ہوئے تھک جاتے اور سردی سے نڈھال ہو جاتے تو واپس آ کر تھوڑی دیر میرے ساتھ لحاف میں لیٹ جاتے مگر جسم کے گرم ہوتے ہی پھر اس شگاف کی حفاظت کے لیے چلے جاتے۔ اِس طرح متواتر جاگنے سے آپ ایک دن بالکل نڈھال ہو گئے اور رات کے وقت فرمایا کاش! اِس وقت کوئی مخلص مسلمان ہوتا تو میں آرام سے سو جاتا۔ اتنے میں باہر سے سعد بن وقاص کی آواز آئی۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا آپؐ کا پہرہ دینے کو۔ آپؐ نے فرمایا مجھے پہرہ کی ضرورت نہیں تم فلاں جگہ جہاں خندق کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے جاؤ اور اس کا پہرہ دو تا مسلمان محفوظ رہیں۔ چنانچہ سعدؓ اس جگہ کا پہرہ دینے چلے گئے اور آپ سو گئے۔ (عجیب بات ہے اس کی وضاحت ایک جگہ یہ کی گئی ہے کہ جب آپ شروع شروع میں مدینہ تشریف لائے تھے اور خطرہ بہت بڑھا ہوا تھا تب بھی سعدؓ پہرہ دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔) اِنہی ایام

ارشاد باری تعالیٰ

یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَمَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَہُمۡ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ ○ (البقرہ:10)

ترجمہ: وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

طالب دعا : بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۚ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ○ (البقرہ:10)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔

اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

میں آپ نے ایک دن کچھ لوگوں کے اسلحہ کی آواز سنی اور پوچھا کون ہے؟ تو عَبَّاد بن بشیر'' حضرت مصلح موعودؓ نے یہاں عَبَّاد بن بشیر لکھا ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ عَبَّاد بن بشیر، اس لیے انوار العلوم کی جلد بیس میں یہ نام عَبَّاد بن بشیر ہی لکھا گیا ہے جو سہو کتابت ہے بہر حال۔ انوار العلوم میں اس عبارت کا حوالہ سیرت الحلبیہ سے لیا گیا ہے اور سیرت حلبیہ میں ان کا نام عَبَّاد بن بِشْر لکھا ہے۔ یہ وضاحت میں اس لیے کر رہا ہوں کہ بعض لوگ پھر بعد میں مجھے لکھ دیتے ہیں کہ فلاں جگہ تو یوں لکھا تھا آپ نے یہ کہا ہے۔ اصل کیا ہے؟ تو بہر حال عَبَّاد بن بِشْر اصل نام ہے جو ہو سکتا ہے غلطی سے عَبَّاد بن بشیر لکھا گیا ہو۔ سہو کتابت ہے یا حضرت مصلح موعودؓ نے غلطی سے یہ فرمایا ہے۔ بہر حال آپ کہتے ہیں کہ عَبَّاد بن بشیر نے کہا میں ہوں یعنی عَبَّاد بن بِشْر نے کہا۔ تو آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے کہا ایک جماعت صحابہ کی ہے جو آپؐ کے خیمہ کا پہرہ دینے کے لیے آئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اِس وقت مشرکین خندق پھاندنے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں جاؤ اور ان کا مقابلہ کرو۔ میرے خیمہ کو رہنے دو۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 279)(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 25 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

اس جنگ کے دوران حضرت صفیہؓ کی بہادری کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ دیگر عورتوں کے ساتھ ایک قلعہ میں تھیں جس کو فَارِع کہا جاتا تھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی، ان کی پھوپھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز رشتہ دار اور دوسری عورتیں بھی وہاں اس قلعہ میں تھیں اور حضرت حسان بن ثابتؓ وہاں کے نگران تھے۔ جب بنو قریظہ نے عہد شکنی کا اعلان کیا تو اب وہاں کے یہودی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ حضرت صفیہؓ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ دس یہودی آئے۔ وہ ہمارے قلعہ کے گرد چکر لگانے لگے جیسے کسی موقع کی تلاش میں ہوں کہ کب اور کہاں سے اس کے اندر جایا جا سکتا ہے۔ اتنے میں ایک یہودی قلعہ کی دیوار کے بالکل قریب آیا۔ میں اس کو دیکھ رہی تھی۔ میں نے حَسَّان کو کہا کہ اے حَسَّان! ادھر جاؤ اور اس یہودی کا مقابلہ کرو تو اس نے کہا اے عبد المطلب کی بیٹی! اللہ کی قسم! آپ جانتی ہیں کہ میں ایسا آدمی نہیں ہوں۔ اگر مجھ میں یہ ہمت ہوتی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتا۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں جب حسّان نے یہ کہا تو میں نے وہاں سے ایک لکڑی پکڑی، قلعہ سے اتری اور اس کے، اس آدمی کے سر پر جو چکر لگا رہا تھا وہ لکڑی اتنے زور سے ماری کہ اس کا سر پھاڑ دیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ میں واپس آ گئی اور حسان کو کہا کہ نیچے اتر کر اس کا سامان وغیرہ تو لے آؤ یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے وہ بطور غنیمت کے تم لے آؤ۔ حسّان نے کہا اے عبد المطلب کی بیٹی! مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو مَیں نے کہا اس کا سر کاٹ کر یہود پر ہی پھینک دو تا کہ وہ ڈر جائیں اور پھر ادھر کا رخ نہ کریں۔ حضرت حسانؓ کہنے لگے کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے تو صفیہ نے اس کا سر کاٹ کر یہود کی طرف پھینک دیا۔ (پھر خود گئیں، سر کاٹا اس آدمی کا اور دیوار کے پار پھینک دیا۔) اس پر یہود خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے ہم جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے یقیناً ان کے ساتھ یہاں محافظ موجود ہیں اور وہ لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے غنیمت میں سے حضرت صفیہؓ کے لیے حصہ مقرر کیا جیسے مردوں کے لیے حصہ مقرر کیا جاتا ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 371-372 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سیرت خاتم النبیینؐ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ''شہر میں مستورات اور بچوں کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عموماً شہر کے ایک خاص حصہ میں جو ایک گونہ قلعہ کا رنگ رکھتا تھا جمع کروا دیا۔ مگر ان کی خاطر خواہ حفاظت کے لیے کافی مسلمان فارغ نہیں کیے جا سکتے تھے اور خصوصاً ایسے اوقات میں جبکہ میدانِ جنگ میں دشمن کے حملوں کا زیادہ زور ہوتا تھا مسلمان خواتین اور بچے قریباً بالکل غیر محفوظ حالت میں رہ جاتے تھے اور ان کی حفاظت کے لیے صرف ایسے مرد رہ جاتے تھے جو کسی وجہ سے میدان جنگ کے قابل نہ ہوں۔ چنانچہ کسی ایسے ہی موقعہ سے فائدہ اٹھا کر یہودیوں نے شہر کے اس حصہ پر حملہ آور ہو جانے کی تجویز کی جس میں مستورات اور بچے جمع تھے اور جاسوسی کی غرض سے انہوں نے اپنا ایک آدمی اپنے آگے آگے اس محلہ میں بھیجا۔ اس وقت اتفاق سے عورتوں کے قریب صرف ایک صحابی حسان بن ثابت شاعر موجود تھے جو دل کی غیر معمولی کمزوری کی وجہ سے میدانِ جنگ میں جانے کے قابل نہیں تھے۔ عورتوں نے جب اس دشمن یہودی کو ایسے مشتبہ حالات میں اپنے جائے قیام کے آس پاس چکر لگاتے دیکھا تو صفیہ بنت عبد المطلب نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں، حسان سے کہا کہ یہ شخص معاند یہودی ہے اور یہاں جاسوسی اور شرارت کے لیے چکر لگا رہا ہے۔ اسے قتل کر دو تا کہ واپس جا کر وہ کسی فتنہ کا موجب نہ بنے۔ مگر حسان کو اس کی ہمت نہ ہوئی جس پر حضرت صفیہ نے خود آگے نکل کر اس یہودی کا مقابلہ کیا اور اسے مار کر گرا دیا اور پھر انہی کی تجویز سے یہ قرار پایا کہ اس یہودی جاسوس کا سر کاٹ کر قلعہ کی اس سمت میں گرا دیا جاوے جہاں یہودی جمع تھے تا کہ یہودیوں کو مسلمان عورتوں پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہ پڑے اور وہ یہ سمجھیں کہ ان کی حفاظت کے لیے اس جگہ کافی مرد موجود ہیں۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی اور اس موقعہ پر یہودی لوگ مرعوب ہو کر واپس چلے گئے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 590-591)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کو بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''بنو قریظہ اس بات کی تاک میں تھے کہ کوئی موقع مل جائے تو بغیر مسلمانوں کے شبہات کو ابھارنے کے وہ مدینہ کے اندر گھس کر عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیں۔ چنانچہ ایک دن بنو قریظہ نے ایک جاسوس بھیجا تا کہ وہ معلوم کرے کہ عورتیں اور بچے اکیلے ہی ہیں یا کافی تعداد سپاہیوں کی ان کی حفاظت کے لیے مقرر ہے۔ جس خاص احاطہ میں وہ خاص خاص خاندان جن کو دشمن سے زیادہ خطرہ تھا جمع کر دیئے گئے تھے اس کے پاس اس جاسوس نے آ کر منڈلانا اور چاروں طرف دیکھنا شروع کیا کہ مسلمان سپاہی کہیں اِردگرد میں پوشیدہ تو نہیں ہیں۔ وہ ابھی اسی ٹوہ میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اسے دیکھ لیا۔ اتفاقاً اس وقت صرف ایک ہی مسلمان مرد وہاں موجود تھا اور وہ بھی بیمار تھا۔ حضرت صفیہؓ نے اسے کہا کہ یہ آدمی دیر سے عورتوں کے علاقہ میں پھر رہا ہے اور جانے کا نام نہیں لیتا اور چاروں طرف دیکھتا پھرتا ہے۔ پس یہ یقیناً جاسوس ہے تم اس کا مقابلہ کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن پورے حالات معلوم کر کے اِدھر حملہ کر دے۔ اس بیمار صحابی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت صفیہؓ نے خود ایک بڑا بانس لے کر اس شخص کا مقابلہ کیا اور دوسری عورتوں کی مدد سے اس کو مارنے میں کامیاب ہو گئیں۔ آخر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا اور بنو قریظہ کا جاسوس تھا۔ تب تو مسلمان اَور بھی زیادہ گھبرا گئے اور سمجھے کہ اب مدینہ کی یہ طرف بھی محفوظ نہیں۔ مگر سامنے کی طرف سے دشمن کا اتنا زور تھا کہ اب وہ اس طرف کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں کر سکتے تھے لیکن باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی حفاظت کو مقدم سمجھا اور...... بارہ سو سپاہیوں میں سے پانچ سو کو عورتوں کی حفاظت کے لیے شہر میں مقرر کر دیا اور خندق کی حفاظت اور اٹھارہ بیس ہزار لشکر کے مقابلہ کے لیے صرف سات سو سپاہی رہ گئے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 274-275)

حضرت علیؓ کا عمرو بن عَبدِ وُدّ عامِری کو قتل کرنے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ کفار کے لشکر نے جب مدینہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو ان کے رؤساء نے اس امر پر اتفاق کیا کہ مل کر حملہ کیا جائے۔ وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے وہ اپنے گھڑسوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تک پہنچا دیں۔ آخر وہ لوگ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جس سے مسلمان غافل تھے تو عِکرِمہ بن ابوجہل، نَوفل بن عبد اللہ اور ضِرَار بن خَطّاب اور ھُبَیرَہ بن ابووَہب اور عمرو بن عَبدِ وُدّ نے اس جگہ سے خندق کو پار کر لیا۔ عَمرو بنِ عَبدِ وُدّ ایسا بہادر تھا کہ عرب میں ایک ہزار مردوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ جنگِ بدر میں زخمی ہوا تھا اور انہی زخموں کی وجہ سے وہ جنگِ احد میں شامل نہیں ہو سکا تھا اور اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ اپنے سر پر تیل نہیں لگائے گا جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل نہ کر لے۔ اس نے بڑے متکبرانہ انداز سے آواز لگائی۔ خندق کراس (cross) کر کے وہاں آ کے اس نے نعرہ لگایا، اونچی آواز لگائی، مسلمانوں کو للکارا کہ اے جنت کی خواہش کرنے والو آؤ! کہ مَیں تمہیں جنت میں پہنچا دوں یا تم مجھے جہنم میں بھیج دو۔ جب اس کے مقابل پر کوئی نہ کھڑا ہوا تو حضرت علیؓ نے اٹھنا چاہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر انہیں بٹھا دیا کہ علی، مقابل پر عمرو بن عبد وُدّ ہے لیکن جب اس نے دوسری یا تیسری بار آواز دی تو حضرت علیؓ اٹھے۔ پھر آپؐ نے نہیں روکا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا عمامہ ان کے سر پر باندھا اور اپنی تلوار عنایت فرمائی اور دعا دیتے ہوئے مقابلے پر بھیج دیا۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر عمرو سے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر قریش میں سے کوئی شخص تم سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو تم ان میں سے ایک بات ضرور مان لو گے۔ عمرو نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں پہلی بات تم سے یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر خدائی انعامات کے وارث بنو۔ عمرو نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر یہ بات منظور نہیں ہے تو پھر آؤ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ اس پر عمرو ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ مَیں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ پھر اس نے حضرت علیؓ کا نام ونسب پوچھا اور ان کے بتانے پر کہنے لگا کہ تمہارا باپ میرا دوست تھا۔ اس لیے تم چلے جاؤ کسی بڑے کو بھیجو۔ حضرت علیؓ کو اس نے کہا کہ بھتیجے تم ابھی بچے ہو میں تمہارا خون نہیں گرانا چاہتا۔ اپنے بڑوں میں سے کسی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ نے کہا تم میرا خون نہیں گرانا چاہتے مگر مجھے تمہارا خون گرانے میں تامل نہیں ہے۔ اس پر عمرو جوش میں اندھا ہو کر اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ کر اسے نیچے گرا دیا۔ گھوڑے کو مار دیا اور مقابلے پہ نیچے آ گیا اور پھر ایک آگ کے شعلے کی طرح دیوانہ وار حضرت علیؓ کی طرف بڑھا اور اس زور سے حضرت علیؓ پر تلوار چلائی کہ وہ ان کی ڈھال کو قلم کرتی ہوئی ان کی پیشانی پر لگی اور انہیں کسی قدر زخمی کیا مگر ساتھ ہی حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے ایسا وار کیا کہ وہ دشمن اپنے آپ کو بچاتا رہ گیا اور حضرت علیؓ کی تلوار اسے شانے پر سے کاٹتی ہوئی نیچے اتر گئی اور عمرو تڑپتا ہوا گرا اور جان دے دی۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ دو باتوں کی بجائے انہیں یہ کہا تھا کہ تین باتوں میں سے ایک ضرور مان لیتے ہو اور پہلی بات یہ تھی کہ تم واپس چلے جاؤ۔ جب حضرت علیؓ نے اس کو فرمایا تھا تو ان میں یہ بات بھی تھی کہ واپس چلے جاؤ۔ جس پر اس نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ تھا کہ مسلمان ہو جاؤ اور تیسرا تھا کہ اچھا پھر مقابلے کو آ جاؤ۔ عمرو کے قتل ہونے پر اس کے باقی ساتھی دہشت زدہ ہو کر اپنے گھوڑوں پر بھاگ گئے۔ حضرت زبیرؓ نے ان کا پیچھا کیا اور نوفل بن عبد اللہ کو مار گرایا۔ اس طرح ان میں سے ایک اور ھُبَیرَہ بن ابووہب، یہ حضرت علیؓ کی بہن ام ہانی کا شوہر تھا پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ گھوڑے کی ہنسلی کی ہڈی کٹ گئی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عمرو کی ہلاکت کے بعد ھُبَیرَہ اور ضِرار بن خطاب نے حضرت علیؓ پر حملہ کر دیا لیکن جوابی حملے پر یہ دونوں بھاگ گئے بلکہ

ھُبَیرہ تو اپنی زرہ چھوڑ کر بھاگا حالانکہ ھُبَیرہ قریش کا بہترین گھڑسوار سمجھا جاتا تھا۔

ایک روایت کے مطابق ضِرار بن خطاب جو کہ حضرت عمر کا بھائی تھا (سیرت حلبیہ میں ضِرار بن خطاب کو حضرت عمر بن خطاب کا بھائی لکھا گیا ہے لیکن مصنف کو سہو ہوا ہے۔ یہ ان کا بھائی نہیں تھا۔) یہ جب بھاگا تو حضرت عمرؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ ضِرار اچانک رکا اور حضرت عمرؓ پر نیزے سے حملہ کرنے کو تھا کہ رک گیا اور حملہ نہیں کیا۔ بس حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ عمر! میرا یہ احسان یاد رکھنا کہ مَیں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی اس احسان کو کیا یاد رکھا ہوگا۔ ضِرار کا کیا احسان تھا ہاں اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس پر ہوا اور شاید حضرت عمر کی یہ دعا ہی تھی جو اس کو لگی کہ آخر فتح مکہ کے موقع پر یہی ضِرار اسلام لے آئے اور پھر اسلامی جنگوں میں بھرپور شرکت کی اور خوب بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگِ یمامہ میں شہادت پائی۔ بعض کے نزدیک شہادت نہیں پائی بلکہ دیر تک زندہ رہے اور اسلام پر وفات ہوئی۔ عمرو بن عَبدِ وُدّ کے قتل ہونے کے بعد کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ وہ اس کی لاش دس ہزار درہم کے بدلے میں خرید لیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے لے جاؤ ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔ بعض روایات کے مطابق نوفل بن عبداللہ الگ ایک موقع پر مارا گیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روز وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر دوڑا تاکہ خندق کو پھلانگ جائے مگر گھوڑا خندق کو پار نہ کرسکا اور سوار سمیت خندق میں گر گیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کردیا کیونکہ خندق میں گر کر اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 588-589) (البدایہ والنہایہ جلد 2 جزء 4 صفحہ 115 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سبل الہدیٰ جلد 4 صفحہ 377-378 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 20 دار المعرفہ بیروت) (طبقات الکبریٰ جزء 2 صفحہ 283 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (غزوہ احزاب از باشمیل صفحہ 225 نفیس اکیڈمی کراچی) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 03 صفحہ 392 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1995ء) (السیرۃ النبویؐ لابی الحسن الندوی (جزء اول صفحہ 353) از مکتبۃ الشاملۃ)

مشرکین نے اس کی لاش لینے کے لیے اپنا وفد بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیت کی پیشکش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں اس کی دیت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ہم تمہیں اس کو دفن کرنے سے نہیں روکتے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 380 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوفل کے قتل کے واقعہ کو بھی اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”دشمن جو خندق پر حملہ کر رہا تھا بعض وقت وہ اس کے پھاندنے میں کامیاب بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن کفار کے بعض بڑے بڑے جرنیل خندق پھاند کر دوسری طرف آنے میں کامیاب ہو گئے لیکن مسلمانوں نے ایسا جان توڑ حملہ کیا کہ سوائے واپس جانے کے ان کے لیے کوئی چارہ نہ رہا۔ چنانچہ اسی وقت خندق پھاندتے ہوئے کفار کا ایک بہت بڑا رئیس نوفل نامی مارا گیا۔ یہ اتنا بڑا رئیس تھا کہ کفار نے یہ خیال کیا کہ اگر اس کی لاش کی ہتک ہوئی تو عرب میں ہمارے لیے منہ دکھانے کی کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ اِس کی لاش واپس کردیں تو وہ دس ہزار درہم آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ ان لوگوں کا تو خیال یہ تھا کہ شاید جس طرح ہم نے مسلمان رؤساء بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ناک اور کان احد کی جنگ میں کاٹ دیئے تھے اِسی طرح شاید آج مسلمان ہمارے اس رئیس کے ناک، کان کاٹ کر ہماری قوم کی بے عزتی کریں گے۔ مگر اسلام کے احکام تو بالکل اور قسم کے ہیں۔ اسلام لاشوں کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ کفار کا پیغام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ اِس لاش کو ہم نے کیا کرنا ہے۔ یہ لاش ہمارے کس کام کی ہے کہ اس کے بدلہ ہم تم سے کوئی قیمت لیں۔ اپنی لاش“ جو اس آدمی کی ہے ”بڑے شوق سے اٹھا کر لے جاؤ۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 277-278)

تو بہر حال اس کی مزید تفصیلات بھی آگے چلیں گی۔ انشاء اللہ۔

اس ہفتے آج سے لجنہ اور انصار کے اجتماع بھی شروع ہو رہے ہیں۔ خدام کو جس طرح میں نے کہا تھا، ان دونوں کو بھی لجنہ کو بھی، انصار کو بھی یہی کہتا ہوں کہ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں بہت وقت گزاریں۔ درود پڑھنے کی طرف توجہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے اور اجتماع کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں نہ یہ کہ صرف تفریحی پروگراموں میں یا باتوں میں وقت گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ بابرکت فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۸/ اکتوبر ۲۰۲۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے

(جامع ترمذی، کتاب الزہد)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

یہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں عظیم الشان اختلاف پائے جاتے بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں چونکہ کثیرًا کا لفظ ہے اس لئے اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے کلام میں بہت سے اختلاف پائے جاتے ہیں لیکن خدا کے کلام میں بہت سے اختلاف نہیں پائے جاتے۔ چونکہ یہاں کثیرًا کا لفظ ہے اس لئے یہ آیت ایک اختلاف کو رّد نہیں کرتی مگر کثیر کے معنے عربی زبان میں عظیم الشان کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ مفردات میں لکھا ہے وَلَيْسَتِ الْكَثْرَةُ إِشَارَةً إِلَى الْعَدَدِ فَقَطْ بَلْ إِلَى الْفَضْلِ (مفردات) یعنی قرآن شریف میں بعض جگہ جو کثیر کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے صرف یہ معنے نہیں کہ تعداد میں زیادہ بلکہ مطلب یہ ہے کہ شان میں بڑا اور قرآن کریم میں یہ اختلاف ماننا کہ ایک طرف تو وہ کہتا ہے کہ میرے نیک بندوں پر شیطان کو کبھی تصّرف نہیں ہوگا اور دوسری طرف وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ہر نبی اور رسول پر شیطان کو تصرف دیا گیا تھا وہ اس کی وحی میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتا تھا یہ اتنا بڑا اختلاف ہے کہ جس سے بڑا اختلاف قیاس کرنا بھی مشکل ہے۔ پس سورۂ نساء کی آیت کے مطابق اس کے ایسے معنے کرنے بالکل باطل اور غلط ہیں اور قرآن کریم کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ دوسری تشریح آیت لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کی یہ ہے کہ منطق کے قضیہ حملیہ کی رُو سے بالمقابل قضیہ نکالنا جسے مفہومِ مخالف بھی کہتے ہیں جائز نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ فلاں شخص کا سر بڑا ہے تو اس فقرہ سے یہ نتیجہ نکالنا ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ اُس کے پاؤں چھوٹے ہیں اسی طرح قرآن کریم کا یہ دعویٰ کہ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا جو قضیہ شرطیہ پر مشتمل ہے قضیہ حملیہ کی صورت میں یہ معنے رکھتا ہے کہ غیر اللہ کے کلام میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہونگے کہ خدا کے کلام میں تھوڑا سا اختلاف ہوتا ہے کیونکہ یہ نتیجہ ایک ایسا مفہومِ مخالف ہے جو منطق کی رُو سے جائز نہیں جیسا کہ ہم اوپر کی مثال سے ظاہر کر چکے ہیں۔

پھر فرماتا ہے وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ۔ کفار اُس وقت تک صداقت کے بارے میں شبہ میں ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ اُنکی تباہی کی گھڑی اُن پر اچانک آجاتی ہے یا اُن پر عذاب کا وہ دن آجاتا ہے جو اپنے پیچھے کچھ بھی نہیں چھوڑتا۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے زمانہ میں کون شخص تھا جو یہ یقین رکھتا تھا کہ مکہ میں رہنے والے چند غریب لوگ تھوڑے ہی عرصہ میں سارے عرب پر چھا جانے والے ہیں لیکن ہجرت کے معًا بعد یعنی دوسرے ہی سال مکہ کے وہ رؤساء جو اسلام کی ہستی کو مٹا دینے پر تُلے ہوئے تھے اور جو غریب مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے تھے بدر کے میدان میں اسطرح ذبح کر دیئے گئے جس طرح باولے کتے گاؤں کی گلیوں میں مروا دیئے جاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا مگر طوفان آنے سے قبل آخری وقت تک آپ کی قوم ہنستی رہی اور یہی کہتی رہی کہ ہاں ہم غرق ہوجائیں گے اور تم بچ جاؤ گے۔ اگر ہم غرق ہو گئے تو وہ جگہ کہاں ہے جہاں تم بھاگ جاؤ گے لیکن سالہا سال کی ہنسی کے بعد جسے بائبل نے شاعرانہ رنگ میں سینکڑوں سال کا زمانہ کہا ہے یکدم طوفان آیا اور وہ لوگ غرق ہو گئے جو آپ پر ہنسی کیا کرتے تھے اور آپ کی کشتی پہاڑ کی چوٹی پر جا ٹھہری۔ قرآن کریم اور بائبل دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے بھاگے تو آخر وقت تک ان کی قوم کے لوگ بھی یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہماری نجات کا وقت آگیا ہے اور فرعون نے بھی کہا کہ یہ تھوڑے سے لوگ ہیں۔ فورًا فوجیں جمع کرو یہ ہم سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگوں کو فرعون کا لشکر نظر آیا تو انہوں نے کہا اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ہم ضرور پکڑے جائیں گے لیکن وہی لوگ جو آدھ گھنٹہ پہلے یہ سمجھتے تھے کہ ہم اب فرعون کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے آدھ گھنٹہ بعد انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ کے وہ وزراء اور فوجیں جن پر اس کی شوکت کا دارو مدار تھا غوطے کھاتے ہوئے سمندر کی تہ میں جا رہے ہیں۔ پھر اس عذاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ فرعون اُن بادشاہوں میں سے تھا جو اپنے مُنہ پر ہمیشہ نقاب اوڑھے رہتے تھے اور انہوں نے لوگوں میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ جو شخص بادشاہ کی شکل دیکھ لے وہ کوڑھی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اُس کی ہتک کرتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ اپنے منہ پر نقاب رکھتے تھے یہ بتانے کیلئے کہ ہم ایسے عالیشان انسان ہیں کہ ہماری شکل دیکھنا بھی ہر کس و ناکس کا کام نہیں اور اگر کسی شخص کے لئے بادشاہ اپنا نقاب اٹھا دیتا تھا تو وہ بڑا مقرب سمجھا جاتا تھا اور وہ اپنی قوم کا سردار بن جاتا تھا مگر آج اُسکی لاش قاہرہ کے عجائب گھر میں پڑی ہوئی ہے جسے میں نے ۲۴ء میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ مگر دیکھنے والا کن جذبات کے ماتحت اُسے دیکھتا ہے۔ اچھے جذبات کے ماتحت نہیں بلکہ ہر دیکھنے والا اُس پر لعنت ڈالتا ہے اور کہتا ہے خبیث تُو تھا موسیٰؑ کو دکھ دینے والا۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب عذاب آتا ہے تو وہ بعض دفعہ ایسا اچانک آتا ہے کہ انسان دیکھتے ہی دیکھتے اُس کی لپیٹ میں بھسم ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت میں اسی طرح شکوک و شبہات میں ہی مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ ایک دن اچانک انکی تباہی کی گھڑی آجائیگی اور وہ اُس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے اور یا پھر اُن پر ایسا عذاب نازل ہوگا جو اُن کی شوکت کا کوئی نشان تک باقی نہیں رکھے گا۔ چنانچہ فتح مکہ بھی ایک ساعت تھی جو اچانک کفار مکہ پر آئی اور جس نے اُن کے تمام بل اس طرح نکال کر رکھ دیئے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے ساتھیوں کو ابتدائے اسلام سے دکھ دیتے چلے آرہے تھے اس قدر عاجز اور درماندہ ہو گئے کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عاجزانہ التجا کی کہ آپ ہم پر رحم کریں اور ہم سے وہی سلوک کریں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اور اس قدر انقلاب اُن میں پیدا ہوا کہ وہی لوگ جو کل تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے آپکی حفاظت کیلئے اپنی جانیں قربان کرنے لگ گئے اور عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ سے حضرت ابن عباسؓ مجاہد اور قتادہ کے نزدیک بدر کا عذاب مراد ہے جس نے کفار کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں اور اُن کے رعب اور دبدبہ کو خاک میں ملا دیا۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 74، مطبوعہ قادیان 2010)

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

اسلامی اطاعت کا میعار

لیکن چونکہ اسلام فتنوں کے سد باب اور امن کے قیام کا نہایت زبردست حامی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ خروج عن الطاعت اور عزل کا سوال سوائے انتہائی حالات کے نہیں اٹھنا چاہئے اور لوگوں کے لئے لازم ہے کہ حتی الوسع اپنے امیر کی فرمانبرداری اور اطاعت کے طریق سے خارج ہونے کا خیال دل میں نہ لائیں بلکہ اس معاملہ میں یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے حقوق کو غصب ہوتا دیکھ کر بھی صبر سے کام لیں اور اپنے امراء کی طرف سے ظلم اور تعدی تک برداشت کریں مگر بغاوت اور تفرقہ کے راستے پر قدم زن نہ ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً وَّاُمُوْرًا تُنْکِرُوْنَھَا قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَدُّوْا اِلَیْھِمْ حَقَّھُمْ وَسَلُوْا اللّٰہَ حَقَّکُمْ۔ یعنی ”اے مسلمانو! میرے بعد ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تم پر ایسے ایسے لوگ امیر بنیں گے جو تمہارے حقوق غصب کریں گے اور ایسی ایسی باتیں کریں گے جو بہت ناپسندیدہ ہوں گی اور تمہیں اوپری لگیں گی۔ صحابہ نے عرض کیا تو پھر یارسول اللہ! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے امیروں کے حقوق انہیں ادا کرو اور اپنے حقوق خدا سے مانگو۔“

پھر فرماتے ہیں:

مَنْ خَرَجَ عَنِ الطَّاعَۃِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَۃِ فَمَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔ یعنی ”جو شخص امیر کی اطاعت سے خروج کرتا ہے اور جماعت کے اتحاد سے علیحدگی اختیار کر کے تفرقہ کی بنیاد قائم کرتا ہے وہ اگر بغیر توبہ کے اسی حالت میں مرجاوے تو اس کی موت غیر اسلامی موت ہوگی۔“ مگر ساتھ ہی رعایا کو یہ تحریک کی گئی ہے کہ اگر امیر کا رویہ ظالمانہ اور غاصبانہ ہو تو وہ اسے نیک مشورہ دے کر اصلاح کی کوشش کرے اور اس کوشش کو اسلام میں ایک بہت بڑا جہاد اور نیکی کا فعل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَفْضَلُ الْجِھَادِ مَنْ قَالَ کَلِمَۃَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ یعنی ”جب کوئی امیر ظلم وتعدی کا طریق اختیار کرے تو اس حالت میں سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ انسان اس امیر کو حق وانصاف کا مشورہ دے کر اسے اس کی ناجائز اور ظالمانہ کارروائیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔“

لیکن اگر اس پر بھی امیر کی اصلاح نہ ہو اور وہ اپنی ناواجب کارروائیوں پر مصر رہے اور صریح طور پر خدائی احکام کے خلاف حکم دے تو رعایا کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ نیک اور جائز باتوں میں تو بدستور امیر کی اطاعت کرتی رہے مگر ناجائز حصہ میں اس کی اطاعت سے انکار کر دے۔ چنانچہ فرمایا:

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ وَمَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ۔ یعنی ”ہر مسلمان پر اپنے امیر کا حکم ماننا فرض ہے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر اسے کوئی ایسا حکم دیا جاوے جس میں خدائی قانون کی صریح نافرمانی لازم آتی ہو تو ایسے حکم کا سننا اور ماننا اس پر فرض نہیں ہوگا۔“

اگر باوجود رعایا کے اس نیک مشورہ اور اس جزوی عدم اطاعت کے کسی امیر کے ناجائز احکام کا سلسلہ ترقی کرتا جاوے اور وہ برملا طور پر خدائی قانون سیاست اور خدائی قانون شریعت کے خلاف قدم زن ہونا شروع کر دے، حتّٰی کہ اس کی امارت اس حد تک ضرر رساں صورت اختیار کر لے کہ اسے توڑنے کے لیے ملک کے امن اور جماعت کے اتحاد تک کو خطرے میں ڈالنا مناسب ہو جاوے تو اس قسم کے انتہائی حالات میں لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس امیر کی اطاعت سے خروج کر کے اس کے عزل کے لیے ساعی ہوں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِیْ مَنْشَطِنَا وَمَکْرَھِنَا وَعُسْرِنَا وَیُسْرِنَا وَاَثَرَۃٍ عَلَیْنَا وَعَلٰی اَلَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشہور صحابی عبادہؓ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سے بیعت میں یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ ہم ہر حال میں اپنے امیر کی اطاعت کریں گے۔ عسر میں اور یسر میں۔ پسندیدگی کی حالت میں اور ناپسندیدگی کی حالت میں خواہ ہمارے حقوق ہمیں ملیں یا ہم سے چھینے جائیں۔ اور یہ کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے امیروں کے ساتھ امارت کے معاملہ میں تنازعہ نہیں کرینگے۔ مگر آپ نے فرمایا ”ہاں اگر تم اپنے امیر کے رویہ میں کوئی ایسا کھلا کھلا کفر پاؤ یعنی خدا کے کسی اصولی قانون کی ایسی صریح نافرمانی دیکھو جس کے متعلق تمہارے پاس خدا کی طرف سے کوئی روشن اور قطعی دلیل موجود ہو، تو پھر تم اس کے ساتھ امارت کے معاملہ میں تنازعہ کرنے کا حق ہے۔“ اس حدیث میں جو کفر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے صرف عقیدہ کا کفر مراد نہیں بلکہ قانون سیاست اور قانون شریعت کے کسی اصل الاصول کا توڑنا مراد ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ کسی بے گناہ مسلمان کا ناجائز قتل بھی کفر میں داخل ہے۔ اور محقق صحابہ نے ان خلاف شریعت کارروائیوں کو بھی جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتنہ پردازوں کی طرف سے شروع ہوگئی تھیں کفر قرار دیا ہے۔

مگر امیر کے خلاف سر اٹھانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ کفر بالکل صریح اور کھلا کھلا ہو اور کسی اجتہادی غلطی یا مشتبہ حالات کا نتیجہ نہ ہو۔ حتّٰی کہ امیر کی بریت کے لیے امکانی طور پر بھی تاویل کا کوئی دروازہ کھلا نہ رہے اور اسکی امارت اس حد تک خطرناک صورت اختیار کر لے کہ اس کے توڑنے کے لیے ملک کے امن اور قوم کے اتحاد تک کو خطرے میں ڈالنا ضروری ہو جاوے۔

عزل کی کوشش حکومت کے اندر رہتے ہوئے جائز نہیں

لیکن اس حالت میں بھی اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ امیر کی مملکت میں رہتے ہوئے اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتے ہوئے اس کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا جاوے اور اس میں غرض یہ مدنظر ہے کہ تا ملک کے اندر سول وار یعنی خانہ جنگی کی صورت پیدا نہ ہو اور یہ خطرناک منظر نظر نہ آوے کہ ایک امیر کے ماتحت رہتے ہوئے لوگ اس کے خلاف سر اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے انتہائی حالات میں اسلامی طریق یہ ہے کہ جو لوگ امیر کی حکومت کو ازبس خطرناک سمجھیں انہیں چاہئے کہ اس کی مملکت سے نکل جائیں اور مملکت سے نکل جانے کے بعد اگر ضروری اور مناسب خیال کریں تو اس کے عزل کے لیے ساعی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت بھی اسی اصل کے ماتحت وقوع میں آئی تھی کہ آپ نے مکہ کی حکومت کے مظالم اور مذہبی دست درازیوں سے تنگ آکر بالآخر رؤساء قریش کی حکومت سے خروج کا طریق اختیار کیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد خدا نے آپ کے ذریعہ قریش کی اس ظالمانہ حکومت کے توڑنے کی تدبیر فرمائی تھی اور قریباً یہی صورت خدائی حکم کے ماتحت بنو اسرائیل نے فرعون کے مظالم پر اختیار کی تھی۔ یعنی یہ کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہو کر فرعون کی حکومت سے نکل گئے تھے۔ اور اسی صورت سے ملتی جلتی صورت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیانؓ کی امارت کے موقع پر اختیار کی تھی۔ یعنی جب امیر معاویہ نے بعض غلط مشوروں میں آکر خلاف تعلیم اسلام اور خلاف سنت خلفاء الراشدین اپنی زندگی میں ہی اپنے لڑکے یزید کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہا تو ان اصحاب نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ طریق خلاف تعلیم اسلام ہے، لیکن جب امیر معاویہ نے ان کی رائے نہ مانی اور عوام کا سہارا ڈھونڈ کر یزید کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تو انہوں نے ناچار خاموشی اختیار کی کیونکہ اس وقت امیر معاویہ برسر حکومت تھے اور یہ اصحاب ان کی بیعت اطاعت میں داخل تھے اس لیے ان کے لیے امیر معاویہ کی حکومت کے اندر رہتے ہوئے ان کے خلاف سر اٹھانا جائز نہیں تھا اور دوسری طرف اس وقت امیر معاویہ کی حکومت سے باہر نکل جانے کی بھی کوئی عملی صورت نہیں تھی۔ لیکن جب امیر معاویہؓ فوت ہوگئے اور یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو اس وقت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ اس کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ ابھی یزید کی اطاعت ان پر فرض نہیں ہوئی تھی۔ اس صورت میں گویا یزید کے خلاف اٹھنا یزید کی مملکت سے باہر ہو کر مقابلہ کرنے کے مترادف تھا مگر امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ کوشش کوئی مستقل نتیجہ نہیں پیدا کر سکی اور بنو امیہ کی استبدادی حکومت کو فروغ حاصل ہو گیا۔ بہرحال اسلام میں کسی امیر کے ماتحت رہتے ہوئے اس کے خلاف سر اٹھانے اور اس کے عزل کی کوشش کرنے کو پسند نہیں کیا گیا بلکہ اس صورت میں اسلامی طریق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص امیر کے رویہ کو صریح طور پر خلاف اصول سیاست پائے اور اسکی امارت کو اس حد تک ضرر رساں سمجھے کہ اسکے توڑنے کے لیے ملک کے امن اور جماعت کے اتحاد تک کو خطرے میں ڈالنا ضروری خیال کرے تو اسے چاہیے کہ ایسے امیر کی مملکت سے باہر نکل جاوے اور پھر جس طرح مناسب ہو اس کے عزل کے لیے ساعی ہو۔

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی امیر لوگوں کو باہر نکل جانے سے جبراً روکے تو پھر کیا طریق اختیار کیا جاوے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اُصولی طور پر فرماتا ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یعنی ”انسان صرف اس حد تک مکلف ہے جس حد تک کہ اس کی طاقت ہے“ اور جیسا کہ بنی اسرائیل کے واقعہ میں خدائی اشارہ پایا جاتا ہے جہاں خدا فرماتا ہے کہ فرعون کا بنی اسرائیل کے تعاقب میں جا کر ان کو خروج سے جبراً روکنے کی کوشش کرنا ناجائز اور خدائی قانون سے بغاوت کے ہم معنی تھا۔ اس قسم کی صورت میں جو خود امیر کی طرف سے پیدا کی جاوے ملک کے اندر رہتے ہوئے بھی ظالم امیر کے خلاف سر اٹھانا جائز سمجھا جائے گا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 641 تا 644، مطبوعہ قادیان 2006)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

”تین باتیں ہر گناہ کی جڑ ہیں، ان سے بچنا چاہئے، وہ یہ ہیں: تکبر، حرص اور حسد“

(رسالہ قشیریہ، باب الحسد)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دِکھا دیا ❁ جتنے شکوک و شُبہ تھے سب کو مِٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہو گئی ❁ ظلمت جو تھی دِلوں میں وہ سب نور ہو گئی

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

خندق کھودنے کا فیصلہ صرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کی وجہ سے نہیں تھا
بلکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً بھی نبی کریم ﷺ کو یہ طریق بتایا تھا

غزوۂ احزاب کے حالات وواقعات کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 06/ستمبر 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: نبی اکرم ﷺ نے جنگِ احزاب سے قبل ابوسفیان کے ایک خط کے جواب میں کیا تحریر فرمایا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جنگِ احزاب سے قبل ابوسفیان کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا: سنو! انجام کار خدا ہمیں کامیاب کرے گا اور اے بنو غالب کے احمق! یاد رکھو کہ ایک دن آئے گا کہ تمہارے لات، عُزّیٰ، اِساف، نائلہ اور ہُبل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے اور اس دن مَیں تمہیں یہ سب یاد دلاؤں گا۔

سوال: خندق کھودنے کے فیصلہ کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خندق کھودنے کا فیصلہ صرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً نبی کریم ﷺ کو یہ طریق بتایا تھا۔

سوال: غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کب ہوئی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب پانچ ہجری بمطابق فروری اور مارچ 627ء میں ہوئی تھی۔

سوال: جنگ خندق یا جنگ احزاب نام رکھنے کی کیا وجہ تسمیہ بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس جنگ کی وجہ تسمیہ کہ جنگ کا یہ نام کس طرح رکھا گیا۔ اس جنگ کو جنگِ خندق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عرب کے دستور کے، رواج کے خلاف پہلی مرتبہ مسلمانوں نے خندق کھود کر دفاعی جنگ لڑی تھی اور اس کو جنگِ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کو یہ نام دیا ہے۔ احزاب حزب کی جمع ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں۔ چونکہ اس جنگ میں عرب کی مختلف جماعتیں اور گروہ اکٹھے مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے اس لیے اس جنگ کو جنگِ احزاب کہا گیا ہے۔

سوال: بنو فَزارہ کس کی سرداری میں رسول کریم ﷺ سے لڑائی کرنے پر آمادہ ہو گئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بنو فَزارہ اپنے سردار عُیَینہ کی سربراہی میں رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے اور عیینہ نے اپنے دوست قبیلے بنو اسد کو دعوت دی، چنانچہ بنو اسد کے سردار طُلَیحہ اَسَدِی نے بھی یہ دعوت قبول کر لی اور بنو مُرّۃ اور بنو اشجع قبائل نے بھی اس جنگ کی افرادی قوت میں خاصہ اضافہ کیا۔ یہ سارے وہ قبائل تھے جو اپنی بہادری میں پورے عرب میں ایک نام رکھتے تھے۔

سوال: حضور انور نے قریش اور دیگر قبائل کا اس جنگ کیلئے روانہ ہونا اور انکی تعداد کے بارے میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قریش اور دیگر قبائل کا اس جنگ کے لیے روانہ ہونا اور ان کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ قریش مکہ چار ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ ان کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ سواروں کی کمان خالد بن ولید کر رہا تھا۔ انہوں نے دارالندوہ میں جھنڈا باندھا جو قریش کی مجلس شوریٰ کی جگہ تھی اور اس کو عثمان بن طلحہ نے اٹھایا۔ انہوں نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور اپنے ساتھ تین سو گھوڑے لیے اور ان کے ساتھ پندرہ سو اونٹ تھے۔ بنو سلیم کے سات سو افراد قریش کے ساتھ آ ملے۔ ان کی قیادت اب سفیان بن عبد شمس کر رہا تھا۔ بنو اسد طلیحہ بن خویلد کی قیادت میں روانہ ہوئے اور بنو فزارہ کے ایک ہزار افراد نکلے جن کی قیادت عیینہ بن حِصن کر رہا تھا۔ بنو اشجع کے چار سو افراد نکلے اور ان کا قائد مسعود بن رُخَیلہ تھا۔ بنو مُرّہ کے چار سو آدمی روانہ ہوئے اور ان کی قیادت حارث بن عوف مُرِّی کر رہا تھا۔ بنو غطفان کی طرف سے چھ ہزار فوجیوں کا وعدہ تھا اور یہود کی طرف سے دو ہزار سے زائد کی ریزرو فوج تھی جو اس بڑے لشکر کے پیچھے ایک آخری ضرب لگانے کے لیے تیار کھڑی ہو گی اور یوں مختلف قبائل کے لوگ جو اس جنگ میں شریک ہوئے ان کی تعداد کم سے کم دس ہزار اور بعض روایات کے مطابق چوبیس ہزار کے قریب تھی۔ ان سب کی قیادت ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی جو اس وقت تک کی تاریخِ عرب کی سب سے بڑی فوجی مہم تھی۔

سوال: جنگ خندق میں کفار کے لشکر کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: حضرت بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے فرمایا: کفار کے اس عظیم الشان لشکر کا اندازہ دس ہزار نفوس سے لے کر پندرہ ہزار بلکہ بعض روایات کی رُو سے چوبیس ہزار تک لگایا گیا ہے۔ اگر دس ہزار کے اندازے کو ہی صحیح تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی اس زمانہ کے لحاظ سے یہ تعداد اتنی بڑی تھی کہ غالباً اس سے پہلے عرب کی قبائلی جنگوں میں اتنی بڑی تعداد کبھی کسی جنگ میں شامل نہیں ہوئی ہو گی ......سارے لشکر کا قائد اعظم یعنی سپہ سالار ابوسفیان بن حَرب تھا......سامان خورونوش اور سامانِ جنگ بھی ہر طرح کافی وشافی تھا۔ اس طرح یہ لشکر شوال پانچ ہجری مطابق فروری و مارچ 627ء میں مدینہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔

سوال: حضرت مصلح موعود نے کفار کے لشکر کی تعداد کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: مختلف مؤرخوں نے اس لشکر کا اندازہ دس ہزار سے چوبیس ہزار تک لگایا ہے لیکن ظاہر ہے کہ تمام عرب کے اجتماع کا نتیجہ صرف دس ہزار سپاہی نہیں ہو سکتا۔ یقیناً چوبیس ہزار والا اندازہ زیادہ صحیح ہے اور اگر اَور کچھ نہیں تو یہ لشکر اٹھارہ بیس ہزار کا تو ضرور ہو گا۔ مدینہ ایک معمولی قصبہ تھا۔ اِس قصبہ کے خلاف سارے عرب کی چڑھائی کوئی معمولی چڑھائی نہیں تھی۔ مدینہ کے مرد جمع کر کے (جن میں بوڑھے، جوان اور بچے بھی شامل ہوں) صرف تین ہزار آدمی نکل سکتے تھے۔ اس کے برخلاف دشمن کی فوج بیس اور چوبیس ہزار کے درمیان تھی اور پھر وہ سب کے سب فوجی آدمی تھے۔ جوان اور لڑنے کے قابل تھے کیونکہ جب شہر میں رہ کر حفاظت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو اس میں بچے اور بوڑھے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مگر جب دور دراز مقام پر لشکر چڑھائی کر کے جاتا ہے تو اس میں صرف جوان اور مضبوط آدمی ہوتے ہیں۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ کفار کے لشکر میں بیس ہزار یا پچیس ہزار، جتنے بھی آدمی تھے وہ سب کے سب مضبوط، جوان اور تجربہ کار سپاہی تھے۔ لیکن مدینہ کے کُل مردوں کی تعداد بچوں اور اپاہجوں کو ملا کر بمشکل تین ہزار ہوتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مدینہ کے لشکر کی تعداد تین ہزار سمجھی جائے تو دشمن کی تعداد چالیس ہزار سمجھنی چاہیے اور اگر دشمن کے لشکر کی تعداد بیس ہزار سمجھی جائے تو مدینہ کے سپاہیوں کی تعداد صرف ڈیڑھ ہزار فرض کرنی چاہیے۔

سوال: حضور انور نے پاکستان کے احمدیوں کیلئے کیا دعا کی تحریک فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آجکل پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔ پاکستانی احمدی خود بھی دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ صدقات کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے اور مخالفین کے شر سے ان کو بچائے اور شریروں کے شر ان لوگوں پر الٹائے۔ عمومی طور پر دنیا کی بہتری کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی فتنہ وفساد سے بچائے۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ مالی قربانی اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے راستے میں جان مال خرچ کرو
اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12/مئی 2006 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے جلسہ سالانہ جاپان 2006ء کے موقع پر احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ کس حد تک ہم ان ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں، کس حد تک ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو خدا کا خالص بندہ بنانے والی ہو، کس حد تک ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ہی حقیقی پیغام ہے اس علاقے کے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جاپان میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کب توجہ پیدا ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1902ء میں اس ملک میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی طرف توجہ پیدا ہوئی تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالبِ اسلام پیدا کر دے گا۔ پھر آپؑ نے اس ملک میں اسلام کی خوبیوں پر مشتمل لٹریچر شائع کر کے پھیلانے کی خواہش کا بھی اظہار فرمایا۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جاپان میں احمدیت کو پھیلانے کی غرض سے کب مبلغ بھجوائے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: 1935ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں مبلغ بھجوائے۔ اپنے وسائل کے لحاظ سے انہوں نے خوب کام کیا۔ 1959ء میں یہاں پہلے احمدی بھی ہوئے اور ماشاء اللہ خوب ایمان واخلاص میں ترقی بھی کی۔

سوال: جاپان میں کس طرح احمدیت پھیلنے کے امکانات ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو سامنے رکھے کہ اس قوم تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو یقیناً یہاں احمدیت کے پھیلنے کے امکانات ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور ذکر کرنے والوں کے لئے کیا ضروری قرار دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ۔ یقیناً مَیں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو نہ ہماری نمازوں کی ضرورت ہے اور نہ ہماری عبادتوں کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ کہ ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو۔ یعنی یہ تمہاری دعا اور استغفار تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ پس ایک احمدی

کے لئے اس طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سوال: صحابہ کس طرح نماز ادا کیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صحابہ نماز کے علاوہ کسی عمل کو بھی ترک کرنا کفر نہ سمجھتے تھے۔ یعنی نماز چھوڑنا ان کے نزدیک کفر کے برابر تھا۔ پس یہ معیار ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال: انسان کی پیدائش کی اصل غرض کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کرکے بیکار کر لیتا ہے۔ یعنی فطرت جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اس کو دنیاداری کے دھندوں میں ڈال دیتا ہے، دوسری مصروفیات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ دوسری چیزیں اس کے لئے زیادہ فوقیت رکھتی ہیں۔ بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی بقا کے لئے نمازوں کے ساتھ مالی قربانی کرنے کا بھی حکم ہے۔ فرماتا ہے اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ کہ اپنے مال اس راہ میں خرچ کرتے رہو یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر رہے گا۔ اسی طرح اور بے شمار جگہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے حکم کے ساتھ مالی قربانیوں کا ذکر فرمایا ہے اور آج کل کے زمانے میں جب انسان کی اپنی ضروریات بھی بڑھ گئی ہیں۔ قسم ہا قسم کی ایجادات کی وجہ سے انسانی ترجیحات اور خواہشات بھی مختلف ہو چکی ہیں۔ ان حالات میں مالی قربانیاں یقیناً بہت اہمیت کی حامل ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ساتھ مالی قربانیوں کی اس زمانے میں ویسے بھی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ یقیناً یہ نفسوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اس طرف بھی توجہ دیں۔ یہ قربانیاں آپ کی اور آپ کی نسلوں کی دنیا و آخرت سنوارنے کی ضمانت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ مختلف پیرایوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مختلف جگہوں پر مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک سوال کرنے والے کے یہ پوچھنے پر کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لیجائے اور آگ سے دور کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور نمبر 2 یہ کہ نماز پڑھ اور زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ یعنی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرو۔

سوال: مالی قربانی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ مالی قربانی اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور اللہ کے راستے میں جان مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پس اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ترجیحات بدل گئی ہیں یا بدل رہی ہیں۔ جانی اور مالی قربانیوں کی بہت اہمیت ہے۔

سوال: بیان میں تقویٰ طہارت اور نیک نتیجہ کیسے پیدا ہوگا؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: بیان میں جب تک روحانیت اور تقویٰ و طہارت اور سچا جوش نہ ہو اس کا کچھ نیک نتیجہ مرتب نہیں ہوتا ہے۔ وہ بیان جو کہ بغیر روحانیت اور خلوص کے ہے وہ اس پرنالے کے پانی کی مانند ہے جو موقع بے موقع جوش سے پڑا جاتا ہے اور جس پر پڑتا ہے اسے بجائے پاک و صاف کرنے کے پلید کر دیتا ہے۔ انسان کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہئے پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ۔ یعنی اے مومنو! پہلے اپنی جان کی فکر کرو۔ اگر تم اپنے وجود کو مفید ثابت کرنا چاہو تو پہلے خود پاکیزہ وجود بن جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ باتیں ہی باتیں ہوں اور عملی زندگی میں ان کا کچھ اثر دکھائی نہ دے۔ ایسے شخص کی مثال اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص ہے جو سخت تاریکی میں بیٹھا ہے اب اگر یہ بھی تاریکی ہی لے گیا تو سوائے اس کے کہ کسی پر گر پڑے اور کیا ہوگا۔ اسے چراغ بن کر جانا چاہئے تاکہ اس کے ذریعہ سے دوسرے روشنی پائیں۔ ☆☆☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے
ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔“

(ملفوظات، جلد2، صفحہ 5)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کر سکتا
جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پروا نہ کرے۔“

(ملفوظات، جلد4، صفحہ 601)

طالب دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

رائے کنورسین کے خط کا تعارف

ایک شریف النفس ہندو لالہ بھیم سین بٹالہ میں مولوی گل علی شاہ کے مدرسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم مکتب تھے اور اس زمانہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک قلبی تعلق اور بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ لالہ بھیم سین بعد میں سیالکوٹ میں وکالت کرتے تھے اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک سیالکوٹ میں ملازم تھے تو وہاں جن افراد کے ساتھ آپ کا تعلق تھا ان میں لالہ بھیم سین بھی تھے۔ حضور دفتری اوقات کے بعد اکثر لالہ صاحب کی قیام گاہ پر جاتے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لالہ بھیم سین کو ایک طویل خط بھی لکھا تھا جس میں بت پرستی کے رد میں قرآن کریم کی تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔ یہ خط لالہ صاحب کے کاغذات سے ان کے بیٹے نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو دے دیا تھا۔ یہ خط مکتوبات احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے۔

جب ان کے بیٹے کنورسین انگلستان سے بار ایٹ لاء کر کے پنجاب کی عدالتوں میں پریکٹس کرتے تھے تو لالہ بھیم سین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشکش کی تھی کہ ان کا بیٹا حضور کے مقدمات میں بلا معاوضہ پیش ہوا کرے۔ لیکن حضور نے اس پیشکش کو منظور نہیں فرمایا۔ بعد میں جناب کنورسین صاحب پرنسپل لاء کالج لاہور بنے اور پھر ریاست ہائے کشمیر جودھ پور الور وغیرہ میں چیف جسٹس و جوڈیشل منسٹر کے عہدوں پر فائز رہے۔

اپنے والد کی طرح بیرسٹر کنورسین کو بھی حضور سے انتہا درجہ کی عقیدت تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ڈیرہ دون میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

بیرسٹر کنورسین کے ایک صاحبزادے مسٹر گوپال چندرسین جب جودھ پور میں ملازم تھے تو وہاں ایک احمدی علی محمد صاحب نے سیرت المہدی کی جلدیں ان کو دیں کہ ان میں ان کے خاندان کا ذکر ہے۔ غالباً ان کے لڑکے گوپال سین یہ کتب اپنے ساتھ ڈیرہ دون لے گئے تھے اور انہوں نے اپنے والد کو متعلقہ حصے پڑھ کر سنائے تھے۔ جس پر رائے کنورسین نے ڈیرہ دون سے علی محمد صاحب کو کتابوں کے بھیجنے پر شکریہ کا خط لکھا اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ہے کہ انہیں اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب ان کے گھر آیا کرتے تھے کیونکہ ان کے والد ان کے گہرے دوست تھے۔ اور ساتھ کچھ ایسی باتیں بھی لکھی ہیں جن کا ذکر ہمارے لٹریچر میں نہیں ہے۔

علی محمد صاحب نے ۱۹۴۵ء کی ابتداء میں بیرسٹر کنورسین صاحب کا انگریزی میں ٹائپ شدہ جواب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو بھجوا دیا تھا جسے آپ نے سلسلہ کی تاریخ سے متعلق دستاویزات میں محفوظ کر دیا تھا۔

اگلے صفحات میں ان دونوں خطوط کا عکس دیا جا رہا ہے۔ (سید عبدالحی)

رائے کنورسین کے خط کا اُردو ترجمہ

مکرم خان صاحب

میرے بیٹے گوپال چندرسین کو کتاب **سیرت المہدی** جو آپ نے ازراہ مہربانی مطالعہ کے لئے دی ہے، اس کے چند صفحات انہوں نے مجھے سنائے ہیں۔ مجھے اس بات سے بہت دلچسپی محسوس ہوئی کہ اس کتاب میں میرے معزز والد جو حضرت مرزا صاحب مرحوم کے دوست اور ساتھی تھے کا اتنی بار ذکر کیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ جب میں ابھی لڑکا ہی تھا مجھے حضرت مرزا صاحب کو اپنے گھر پر دیکھنے کی عزت اور سعادت نصیب ہوئی تھی۔ میرے والد صاحب آپ کے ساتھ خط و کتابت کرتے رہتے تھے اور مجھے یاد ہے کہ میں نے آپ کے بعض خطوط بھی دیکھے تھے۔

میرے والد صاحب ان واقعات کا تذکرہ کرتے رہتے تھے جن کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ ایک بات کو جو میرے والد کی وکالت (مختار کاری) کے امتحان میں کامیابی سے تعلق رکھتی ہے میں یہاں دوبارہ بیان کرنا چاہوں گا۔ مرزا صاحب نے میرے والد کو لکھا تھا کہ وہ اس واقعہ کی تصدیق کریں۔ مرزا صاحب اسے اپنی کتاب **براہین احمدیہ** میں شائع کرنا چاہتے تھے۔ میرے والد مجھے بتاتے تھے کہ انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کر دی تھی۔ لیکن میرے والد نے ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ ان کی رائے میں مرزا صاحب سے زیادہ ان کے یعنی مرزا صاحب کے معزز والد صاحب صحیح پیش خبریاں کرنے والے تھے کیونکہ مرزا صاحب کے والد صاحب نے مرزا صاحب کی پیدائش پر اور ابھی جب آپ بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی کہ نومولود (یعنی مرزا صاحب) ایک ولی ہوں گے۔ انہوں نے کہا تھا ”ہمارے گھر میں ولی پیدا ہوا ہے“ میرے والد صاحب کے نزدیک یہ ایک بہت مثبت اور تحدّی سے کی جانے والی بات تھی جو کہ ایک پیشگوئی کے طور پر لی جانی چاہئے جبکہ مرزا صاحب کی میرے والد کی امتحان میں کامیابی کے بارہ میں پیشگوئی کی حیثیت دراصل استدلال کی ہے۔ کیونکہ جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کی اس پیشگوئی کی بنیاد کیا ہے تو مرزا صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ میرے والد صاحب کے جوابی پرچوں کا رنگ زرد سے سرخ ہو گیا جس سے مراد مرزا صاحب نے کامیابی لی۔

آخر میں مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کے لئے جنہوں نے مرزا صاحب کے میرے والد صاحب سے تعلقات کی بنیاد پر میرے بیٹے گوپال کے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا محبت اور احترام کے جذبات کا اظہار کروں۔

میں ہوں آپ کا مخلص

دستخط کنورسین

(سیرۃ المہدی، جلد2، تتمہ، مطبوعہ قادیان 2008)

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو

پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دیں
اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے جدوجہد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں

ہمارے جلسوں کا مقصد یہ ہے کہ ان میں شامل ہونے والے دین میں، علم میں اور معرفت میں ترقی کریں، ان کے دل خدائے واحد کی طرف جھک جائیں
آپس کے تعلقات پختہ ہوں، محبت واخوت بھی قائم ہو، آپس میں تعلق اور پیار میں بڑھیں اور یکجہتی پیدا ہو
اگر یہ باتیں پیدا نہیں ہوتیں، پاک دلی، پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں ہوتی تو پھر ان جلسوں کا کوئی فائدہ نہیں

جماعت احمدیہ ناروے کے 41ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 22 اور 23 جون 2024ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ ناروے کو 22 اور 23 جون 2024ء کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو خیر و برکت کا باعث بنائے اور اس کی روحانی اور علمی برکات سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ جس کی بنیاد خود امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے، اسکو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس جلسہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔‘‘

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 376)

نیز فرمایا: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 340 تا 341)

پس ہمارے جلسوں کا مقصد یہ ہے کہ ان میں شامل ہونے والے دین میں، علم میں اور معرفت میں ترقی کریں۔ ان کے دل خدائے واحد کی طرف جھک جائیں۔ آپس کے تعلقات پختہ ہوں۔ محبت واخوت بھی قائم ہو۔ آپس میں تعلق اور پیار میں بڑھیں اور یکجہتی پیدا ہو۔ اگر یہ باتیں پیدا نہیں ہوتیں، پاک دلی، پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں ہوتی تو پھر ان جلسوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

فرمایا کہ

’’یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔‘‘

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 395)

یعنی اس کی اصل نیت جو ہے وہ روحانی عزت کو بڑھانے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی ہے رسول کی محبت حاصل کرنے کی ہے۔ ورنہ تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے جدوجہد کریں۔ آپ کے دل فروتنی کا سجدہ کرنے والے بن جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ آپس میں یکجہتی پیدا کریں۔ ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بودوباش رکھتے ہیں، اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوکر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہو اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں...... ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے...... خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں...... چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہوکر زمین پر چلو...... عفو اور درگزر کی عادت ڈالو...... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 46 تا 48)

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کے وارث بنیں جو آپ علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے اور جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں۔ آمین۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر 2024)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے ❁ چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے
جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی ❁ عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اَٹ گئی

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

شادی کارڈ پر اسراف

’’شادی کارڈوں پر بھی بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے دعوت نامہ تو...... ایک روپئے میں بھی چھپ جاتا ہے یہاں (لنڈن یوکے۔ ناقل) بھی بالکل معمولی سا پانچ سات پینس (PENS) میں چھپ جاتا ہے تو دعوت نامہ ہی بھیجنا ہے کوئی نمائش تو نہیں کرنی لیکن بلاوجہ مہنگے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں کہ بڑا سستا چھپا ہے صرف پچاس روپئے میں اب یہ صرف پچاس روپئے جو ہیں اگر کارڈ پانچ سو کی تعداد میں چھپوائے گئے ہیں تو یہ پاکستان میں پچیس ہزار روپئے بنتے ہیں اور پچیس ہزار روپئے اگر کسی غریب کو شادی کے موقعہ پر ملیں تو وہ خوشی اور شکرانے کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 334)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’یہ بات ہمیشہ ایک مومن کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ دنیاوی چیزوں کی محبت ایسی نہ ہو جو خدا تعالیٰ کو بھلا دے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 8 / دسمبر 2017)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

129 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 27، 28 اور 29 / دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29 / دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہوکر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 2

آپ احمدی مسلمان ہیں۔اگر آپ پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ سے اپنے مریضوں کے لیے دعا کر رہی ہوں گی تو ان کو نظر آئے گا کہ یہ ایک اچھی مسلمان ہے اور ہمیں اس کے بارے میں مزید جاننا چاہیے۔اس طرح آپ تبلیغ کے نئے راستے نکال سکتی ہیں۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ اگر کوئی واقفہ نو جماعت سے تعلیمی قرض لیتی ہے اور کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ فوری طور پر جماعت کی خدمت کرتی ہے تو وہ قرض کیسے ادا کر سکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ جماعت کو بتا سکتی ہیں کہ گو آپ نے اس نیت کے ساتھ جماعت سے قرض لیا تھا کہ آپ قرض واپس کر دیں گی تاہم اس معمولی وظیفہ اور الاؤنس کے ساتھ جو آپ کو جماعت کی طرف سے دیا جاتا ہے آپ مختصر مدت میں رقم ادا کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ رقم بہت زیادہ ہے۔ پھر جماعت قرض کی واپسی کے لیے چھوٹی رقم مقرر کر سکتی ہے اور پھر وہ آپ کی آمد یا الاؤنس سے اس کو منہا کر لے گی اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر جماعت چاہے تو وہ قرض کو معاف بھی کر سکتی ہے تاہم یہ جماعت کی مالی صورت حال پر منحصر ہے ورنہ آپ قرض چھوٹی رقم کی صورت میں ماہوار ادا کر سکتی ہیں۔ یوں آپ پر زیادہ بوجھ نہیں پڑے گا۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم اپنے مستقبل اور زندگی کے بڑے فیصلوں کی فکروں پر کس طرح قابو پا سکتے ہیں؟ مجھے ڈر ہے کہ میرے فیصلے غلط ثابت نہ ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بھی ہم کوئی کام شروع کر رہے ہوں تو ہمیں اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو ہمارے لیے آسان کرے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور راہنمائی مانگا کریں کہ اگر یہ کام آپ کے لیے اچھا ہے تو اسے آپ کے لیے آسان اور سہل بنا دے اور اس بارے میں آپ کا دل مطمئن ہو۔اگر آپ اپنے دل میں اطمینان محسوس کریں گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی رہیں گی تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا اور اس کام کا انجام برا نہیں ہوگا۔لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر وقت ہماری مدد کرتا رہے۔ہمیں تب بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے جب ہم وہ کام کر رہے ہوں۔ آخری دم تک ہمیں اللہ تعالیٰ سے مدد اور راہنمائی مانگتے رہنا چاہیے۔پس یوں اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرتا رہے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا تو اس معاملے کا انجام کبھی برا نہیں ہو سکتا۔

ایک واقفہ نو جنہوں نے حال ہی میں ماہر غذائیت کے طور پر گریجویشن کی ہے، نے سوال کیا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک واقفہ نو شادی کے بعد کام کرے؟

ان کے پیشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک اچھا پیشہ ہے۔ یہ انسانیت کے لیے مفید ہے۔شادی کے بعد آپ اپنے شوہر سے پوچھ سکتی ہیں۔ اگر وہ اس بات سے خوش ہے کہ آپ اپنے کام کو جاری رکھیں تو آپ جاری رکھیں۔ اگر وہ کہے کہ نہ کرو تو آپ کو چاہیے کہ آپ نہ کریں لیکن آپ لجنہ اماء اللہ یا کسی اور جماعتی یا فلاحی ادارہ کے لیے رضا کارانہ طور پر خدمت بجالانا جاری رکھ سکتی ہیں۔شادی کے بعد اپنی فیلڈ میں کام جاری رکھنے میں کوئی ہرج نہیں لیکن آپ کو اپنے شوہر کی رضامندی حاصل کرنی ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جب آپ عائلی زندگی شروع کریں گی اور جب آپ کے بچے ہو جائیں گے تو ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بچوں کا خیال رکھے اور یہ کہ وہ ہر لحاظ سے اچھے ماحول میں پرورش پائیں۔ پس آپ کا پہلا فرض اپنے گھر بچوں اور خاوند کی دیکھ بھال ہے۔اس کے بعد اگر آپ کے پاس زائد وقت ہو تو کام بھی کر سکتی ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ آپ اپنے پیشے کا اور ساتھ ہی اپنے بچوں اور گھر کے معاملات کا حق ادا کر سکتی ہیں تو آپ دونوں کام ایک ساتھ کر لیں۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ اگر ایک واقفہ نو کے والدین اس کو وقف نو سکیم کو چھوڑنے کا کہیں جبکہ وہ خود ایسا نہ کرنا چاہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی زندگی جماعت کی خدمت کے لیے وقف کی تھی۔ بچے کی پیدائش کے بعد والدین جماعت کو بتاتے ہیں کہ ہمارے ہاں بیٹا یا بیٹی ہوئی ہے اور ہم اسے جماعت کو وقف کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جب آپ پندرہ سال کی ہو جاتی ہیں اور کافی حد تک بالغ اور سمجھدار ہو چکی ہوتی ہیں تب آپ اپنے عہد کی تجدید کرتی ہیں کہ اپنے وقف کو جاری رکھتی ہیں۔ پھر جب آپ اپنی پڑھائی مکمل کر لیتی ہیں تب آپ بتاتی ہیں کہ میں اپنا وقف جاری رکھنا چاہتی ہوں۔ پس جب آپ بلوغت کی عمر کو پہنچتی ہیں اور پندرہ سال کی عمر میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں تب آپ اپنا فیصلہ خود کر سکتی ہیں خواہ آپ کے والدین کو اچھا لگے یا بُرا، تب آپ پر ہے کہ آپ اپنا وقف جاری رکھنا چاہتی ہیں یا نہیں۔ جب آپ کم عمر تھیں تو آپ کے والدین نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ اب جبکہ آپ بالغ ہو چکی ہیں تو آپ کو اپنا فیصلہ خود کرنا ہوگا۔اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ واقفین نو اور واقفاتِ نَو کو اپنے عہد کی تجدید پندرہ سال کی عمر میں اور پھر اکیس سال کی عمر میں یا جب وہ اپنی پڑھائی مکمل کر لیں کرنی چاہیے۔ پس اگر آپ اپنا وقف جاری رکھنا چاہتی ہیں تو یہ آپ پر ہے۔ اگر آپ اس عہد کو توڑنا چاہتی ہیں تو وہ بھی آپ پر ہے۔آپ کے والدین یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اسے توڑ دو۔ واقفین نو اور واقفاتِ نَو کو خود یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آیا وہ اپنے وقف کو جاری رکھنا چاہتے ہیں یا اس عہد کو توڑنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے موصوفہ سے استفسار فرمایا کہ وہ کیا کرتی ہیں؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ وہ رضا کارانہ طور پر رسالہ اسماعیل کے لیے کام کرتی ہیں۔ نیز حضور انور کے دریافت کرنے پر انہوں نے عرض کی کہ یہ واقفین نو کا ایک رسالہ ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ رسالہ اسماعیل تو لڑکوں کے لیے ہے اور آپ لڑکی ہو۔ آپ کو تو مریم رسالے کے لیے کام کرنا چاہیے نہ کہ اسماعیل رسالے کے لیے۔ رسالہ اسماعیل لڑکوں کے لیے ہے وہ لڑکوں کو تیار کرنے دیں۔آپ کو اپنے ایک رسالے کا اجرا کرنا چاہیے جس کا نام مریم ہو۔ مردوں کو کہیں کہ وہ اپنا رسالہ اسماعیل جاری رکھیں اور ہم اس میں ان کی مدد نہیں کریں گی بلکہ ہم واقفاتِ نَو بچیوں کے لیے اپنا ایک 'مریم' رسالہ جاری کریں گی۔

آپ کے مرد سست ہیں۔ وہ اپنا بوجھ آپ کے کندھوں پر ڈالنا چاہتے ہیں۔آپ مردوں کو کہہ دیں کہ وہ اپنا کام خود کریں اور ہم اپنا کام خود کریں گی۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ان واقفات کے لیے کیا راہنمائی ہے جو جماعتی خدمات پر اپنی پڑھائی کو فوقیت دیتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ خواہ وقف نو کی تحریک میں شامل ہوں یا نہ ہوں ایک طالبہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنی پڑھائی کو زیادہ ترجیح دینی چاہیے۔ پہلے اپنی پڑھائی مکمل کر لیں، اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیں اور پھر جماعتی خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں۔

ویک اینڈ پر آپ کو چاہیے کہ آپ واقفاتِ نَو کی کلاسز میں یا اجتماعات میں شامل ہوں اور جب آپ تعطیلات پر ہوں تو جماعتی کام یا وقف نو کے کام کے لیے جو بھی کام آپ کی صدر یا انچارج وقف نو سپرد کریں اس کے لیے کچھ وقت نکال لیا کریں لیکن آپ نے کبھی بھی اپنی پڑھائی کا ہرج کرتے ہوئے جماعت کا کام نہیں کرنا۔ پہلے اپنی پڑھائی کو ترجیح دیں۔ پہلے اپنی پڑھائی مکمل کریں، اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور پھر آپ واقف نو ہونے کی حیثیت سے جماعت کے لیے زیادہ مفید اثاثہ بنیں گی اور جماعت کی بہترین خدمت کر سکیں گی۔

پانچویں جماعت میں پڑھنے والی ایک گیارہ سالہ لڑکی نے سوال کیا کہ میرے سکول میں احمدی اور غیر احمدی بچے پڑھتے ہیں۔ جب بھی احمدیت پر بات ہوتی ہے تو میں اپنے علم کے مطابق ان کو جواب دیتی ہوں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک رکھتی ہوں۔ ان کے احمدیت کے بارے میں زیادہ دلچسپی لینے کے لیے حضور انور مجھے کیا ہدایت فرمائیں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم نمازیں پڑھتی ہو۔سکول میں نماز کا وقت ہو گیا اور تم نے نماز پڑھی۔ بچیاں لڑتی ہیں، بحث کرتی ہیں، کسی سے لڑائی ہو جائے تو بعض دفعہ فضول قسم کی گندی زبان استعمال کرتی ہیں۔ تم وہ نہیں کرتی بلکہ لوگوں کی صلح صفائی کراتی ہو، لوگوں کو کہتی ہو کہ لڑنا اچھی بات نہیں ہے، ہمیں اچھی باتیں کرنی چاہئیں۔تمہارے اخلاق اچھے ہیں، تمہارا لباس اچھا ہے، سکول میں تمہارا یونیفارم بھی اچھا ہے۔ سکول میں تمہارا سر ڈھکا ہوا ہے۔لوگ تمہیں دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ تم ایک اچھی مسلمان ہو تو تمہاری باتیں سنیں گے۔تم جو کر رہی ہو بڑا اچھا کر رہی ہو۔ اسی طرح ساتھ اپنا نمونہ بھی دکھاؤ، اپنے اسلامی علم کو بھی بڑھاؤ اسلامی تاریخ کے علم کو بھی بڑھاؤ اور جماعتی علم کو بھی بڑھاؤ، اچھی باتیں کرو گی تو یہی تمہارے لیے بہت تبلیغ ہے۔ جب بڑی ہوتی جاؤ گی، زیادہ علم حاصل کرو گی تو پھر لوگ تمہاری طرف توجہ کریں گے۔ جب توجہ کریں گے تو اس طرح تمہاری تبلیغ بھی ہوتی جائے گی۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جب ہماری کچھ خوابیں اور مقاصد ہوں تو ہم انہیں پورا کرنے کے لیے بڑی محنت کرتے ہیں لیکن جب ہم اپنی خوابوں کو پورا نہیں بھی کر پاتے تو ہم کیسے اللہ تعالیٰ سے خوش اور اس کے وفادار بنے رہ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ کی خوابیں یا مقاصد آپ کی قابلیت کے موافق ہوں پھر آپ کو محنت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کرنے میں آپ کی مدد کرے۔

پہلی بات یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے دعا کریں۔ دوسری بات یہ کہ آپ کو محنت کرنی ہوگی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

"دین اسلام ایک سچائی ہے، اس سچائی کو پھیلانا اور سچ کے ذریعہ سے پھیلانا آج ہمارا کام ہے۔"

(خطبہ جمعہ 1/دسمبر 2017)

طالب دعا: بی۔ایس۔عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

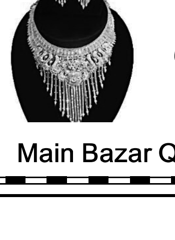

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ہے کہ پہلے محنت کرو، جَاہِدُوْا۔یعنی پہلے محنت کرواور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میں نے اپنی قابلیت اور استطاعت کے مطابق ہر ممکنہ کوشش کی ہے اب میرے مقاصد کو پانے کے لیے تُو میری مدد فرما اور پھر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا، انشاءاللہ۔

ہرشخص میں ہر چیز کی قابلیت نہیں ہوتی۔ ایک سائنسدان کی اپنی پڑھائی کے لیے اَور سوچ ہوتی ہے جبکہ ایک وکیل کی سوچ بالکل اَور ہوتی ہے۔پھر ایک مبلغ اور ایک مؤرخ مختلف سوچیں اور مختلف نظریات رکھتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف فطرتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔اگر آپ تاریخ میں اچھی ہیں تو آپ یہ نہیں کہہ سکتی کہ آپ بہت اچھی کیمسٹ یا سائنسدان بن سکتی ہیں۔ایک اچھا کیمسٹ اور سائنسدان ایک اچھا مؤرخ نہیں بن سکتا۔اس لیے آپ کو پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ کے پسندیدہ مضامین کونسے ہیں اور پھر ان پسندیدہ مضامین میں سے آپ کے لیے سب سے بہتر کون سا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا انشاءاللہ۔کبھی بھی مایوس نہ ہوں۔محنت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں پھر آپ کامیاب ہوں گی۔اگر آپ ایسے ہی بیٹھ جائیں اور کہیں کہ اب میں نے بہت محنت کرلی ہے تو یہ ٹھیک نہیں۔اگر وہ چیز آپ کے مقدر میں ہے تو آپ کو بھی اس کے پانے کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔اگر آپ ایسے بیٹھ جائیں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق محنت نہیں کی اور آپ کی کوشش بےکار ہوگی۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جب حضور انور کوئی غم محسوس کرتے ہیں یا کوئی مشکلات درپیش ہوں تو حضور اپنے جذبات پر کیسے قابو رکھتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ کسی وجہ سے بےچین ہوں یا آپ جذباتی ہوں تو اس وقت آپ کو خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ آپ کی مدد کرے۔اپنی نمازوں کو خشوع وخضوع سے ادا کرو۔اپنے سجدوں میں رو کر دعا کرو اور پھر آپ کو اطمینان قلب نصیب ہوجائے گا اور سب ٹھیک ہوجائے گا۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ بطور خاتون خانہ (House Wife) اور واقفہ نو ہم کس طرح جماعت کی خدمت کرسکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں پہلے ہی اس سوال کا جواب دے چکا ہوں۔تقریباً وہی سوال ہے جو پہلے کیا گیا تھا۔

بطور خاتون خانہ آپ کو اپنے گھر اور بچوں کی نگرانی کرنی ہے۔اس کے ساتھ اگر آپ کو چھٹیوں میں یا ویک اینڈ پر کوئی فارغ وقت ملتا ہے تو اپنے خاوند کی اجازت اور باہمی رضامندی سے آپ جماعتی خدمت کرسکتی ہیں۔

ایک اکیس سالہ واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم جماعت احمدیہ کی محبت احمدی نوجوان نسل میں کیسے پیدا کرسکتے ہیں تاکہ وہ جماعت کا ایک فعال رکن بن سکیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ نوجوان تھیں تو آپ نے کس طرح جماعت کی محبت کو اپنے دل میں بٹھایا؟ کیا آپ کے والدین نے آپ کو متاثر کیا یا آپ کے دوستوں نے کیا یا لجنہ کی تنظیم یا آپ نے خود اپنے آپ کو کیا؟ کیا یہ آپ کے اندر پیدائشی طور پر تھا کہ جماعت کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دو؟

اس پر موصوفہ نے عرض کی کہ سب سے پہلے میرے والدین نے جماعت کی محبت کو میرے دل میں ڈالا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پھر جواب بھی یہی ہے۔جس طرح آپ کے اندر جماعت کے لیے محبت ہے اسی محبت کو آپ جماعت کی نوجوان نسل میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ان کو پتا ہونا چاہیے کہ وہ احمدی کیوں ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کون ہیں؟ خلافت کی بیعت کیوں کی؟ ان کے والدین نے ان کو بطور واقف نو کیوں پیش کیا؟ اور ایک واقف نو کی حیثیت سے یا ایک احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کے کیا فرائض ہیں؟ جب وہ اپنے فرائض کو سمجھ لیں تو پھر وہ اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھ لیں گے۔اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیں تو پھر ایک مقصد ان کے سامنے ہوگا جس کو انہوں نے حاصل کرنا ہے اور جب وہ اس کے حصول کے لیے محنت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو پھر جماعت کی محبت، اس کی خدمت کرنا اور وقف نو کا مقام خود بخود ان کے دلوں میں پیدا ہوجائے گا۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ بطور واقفات ہم کُل وقتی جماعتی کارکن کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں جب ہماری شادی ہوجاتی ہے تو کیا ہمیں اپنی خدمت کو چھوڑ دینا چاہیے اور بیوی کے فرائض کو ترجیح دیں یا ہمیں اپنے خاوند سے اجازت لے کر جماعتی کام جاری رکھنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ شادی کے بعد جو بھی آپ کام کرتی ہیں، خواہ جماعت میں ہو یا باہر، خاوند کی اجازت اور رضامندی سے کرنا چاہیے۔

پہلی بات یہ ہے کہ آپ اپنے خاوند کو سمجھائیں کہ اگر آپ جماعت کے لیے کام کررہی ہیں تو وہ آپ کی روحانیت میں بھی مدد دے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں بھی ملیں گی۔اپنے خاوند کو یہ بات باور کرائیں کہ وہ آپ کو جماعت کے لیے کام کرنے کی اجازت دیں اور اس طرح آپ اور آپ کی فیملی خدا تعالیٰ کی برکتوں سے مستفیض ہوتی چلی جائیں گی۔اس کے باوجود اگر آپ کے خاوند اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ آپ جماعتی کام چھوڑیں تو پھر کچھ وقت کے لیے آپ اس کو چھوڑ سکتی ہو لیکن آپ اپنے خاوند کو بار بار بتائیں اور اس کو قائل کرنے کی کوشش کریں۔اس کو کہیں کہ ہمیں جماعت کو کچھ وقت دینا چاہیے تاکہ ہم پر خدا تعالیٰ کا زیادہ فضل ہو۔

ایک واقفہ نو لڑکی کو اپنے ہونے والے خاوند اور اس کی فیملی کو بتانا چاہیے کہ بطور ایک واقفہ نو ہمارا فرض ہے کہ جب جماعت ہم سے کہے تو ہم جماعت کی خدمت کریں۔مَیں ایک واقفہ نو ہوں اور اس حیثیت سے یہ میرا فرض ہے۔آپ کو یہ بات سمجھنی ہوگی اور شادی کے بعد بھی جب بھی جماعت کہے گی تو میں جماعتی خدمت کے لیے حاضر ہوجاؤں گی۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ کیا انڈونیشیا کی واقفاتِ نَو کے لیے دوسرے ممالک میں خدمت بجالانے کے مواقع ہیں اور اگر ہیں تو کس قسم کی خدمت کرسکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تمام باتیں آپ کی تعلیم پر منحصر ہیں۔اگر آپ ایک واقفہ نو ڈاکٹر ہیں یا ٹیچر ہیں تو آپ کو دوسرے ممالک بھجوایا جاسکتا ہے لیکن یہ باتیں آپ کے پیشہ اور تعلیم پر منحصر ہیں۔اگر آپ نے صرف گریجوایشن کی تو پھر جماعت آپ کو اپنے ملک میں خدمت بجالانے کے لیے کہے گی اور باہر نہیں بھیجے گی۔ایک واقفہ نو کی حیثیت سے آپ اپنے آپ کو پیش کرسکتی ہیں کہ اب میں تیار ہوں مَیں نے اپنی تعلیم کو مکمل کرلیا ہے، جہاں بھی جماعت، مرکز یا خلیفہ وقت مجھے بھجوانا چاہتے ہیں میں ادھر ہی جاؤں گی تو پھر ہم فیصلہ کریں گے کہ آیا آپ کی خدمات اپنے ملک میں لیں گے یا بیرون ملک لیں گے۔یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو بیرون ملک بھجوایا جائے بشرطیکہ ہمیں اس شعبہ میں ضرورت ہو۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے تمام شاملین کو فرمایا کہ اللہ حافظ وناصر۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 27 جنوری 2023)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 7/ستمبر 2024ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد اسلام آباد میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ حمیرا اختر صاحبہ بنت مکرم جاوید اختر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم مبارز محمود امینی صاحب (مربی سلسلہ۔یوکے) ابن مکرم رشید صادق امینی صاحب (مرحوم)

(2) مکرمہ صوفیہ عامر صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم عامر ودود محمود صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم حزیم احمد عارف صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم محمد احسن عارف صاحب

(3) مکرمہ عائزہ مریم چودھری صاحبہ بنت مکرم سہیل احمد چودھری صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم دانش خرم شیخ صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم فرخ احمد شیخ صاحب

(4) مکرمہ انیلہ عنبر قریشی صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم نوید ثاقب قریشی صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم نبیل احمد صاحب ابن مکرم اعجاز شاہد صاحب (یوکے)

(5) مکرمہ سارہ صدیقی صاحبہ بنت مکرم عبدالودود صدیقی صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم راحیل احمد صاحب ابن مکرم مبشر احمد صاحب (کینیڈا)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین ودنیا کے ثمرات سے نوازے۔آمین۔

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

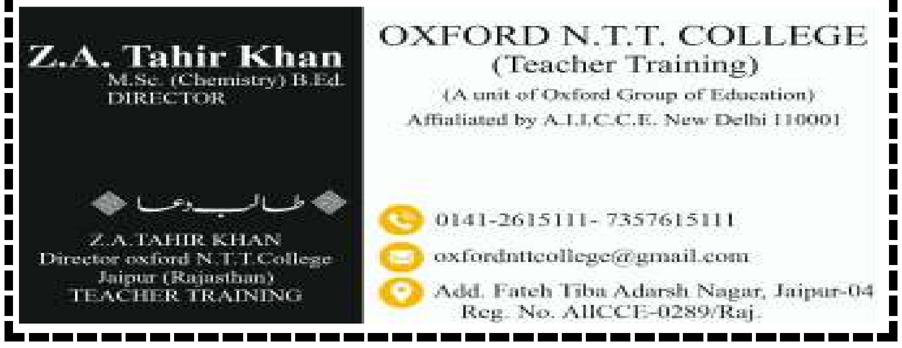

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13/جولائی 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرم محمد اسلم صاحب (جماعت کلیپہم یوکے)

26/جون 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق گوکھووال پاکستان سے تھا۔ چند سال جرمنی میں رہے پھر 2011ء میں یوکے آگئے۔ آپ کو پاکستان میں مختلف عہدوں پر خدمت کرنے کا موقع ملا اور اسیر راہ مولیٰ ہونے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ملنسار، مہمان نواز، خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے، دیندار، مخلص اور نیک انسان تھے۔

(2) مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم جمال دین صاحب مرحوم (جماعت سٹیونج۔ یوکے)

7/جولائی 2024ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کا تعلق پونچھ کشمیر سے تھا۔ آپ کے والد مکرم مختار احمد صاحب مرحوم نے اپنے بھائیوں کے ہمراہ قادیان جاکر احمدیت قبول کی اور اس کے بعد آپ کا سارا خاندان جماعت کے ساتھ ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہا۔ مرحومہ نے کوٹلی کشمیر اور پھر جھنگ میں صدر لجنہ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ کو چک 11 تھل بھراری میں ایک مسجد بنوانے کی بھی توفیق ملی۔ پاکستان میں جہاں بھی رہیں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا موقع ملتا رہا۔ 2017ء سے آپ یوکے میں رہائش پذیر تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار مہمان نواز، خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم غلام مصطفیٰ جنجوعہ صاحب کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عبد الحمید صاحب ابن مکرم عبد الرشید صاحب (ربوہ)

14/اپریل 2024ء کو ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور ہر قسم کی مالی قربانی کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ نظام جماعت کا بہت احترام کرتے۔ خلافت سے عشق و فدائیت کا گہرا تعلق تھا۔ کبھی کسی کام کو عار نہیں سمجھا۔ ایمانداری اور دیانتداری میں ایک مثالی نمونہ تھے۔ سادگی اور قناعت آپ کا خاص وصف تھا۔ غریبوں کے دکھ درد کو دور کرنے اور ان کی ممکن حد تک مدد کرنے والے تھے۔ واقفین زندگی اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم عبد الباسط احمد صاحب مربی سلسلہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ اور مکرم محمد عمیر محمود صاحب کارکن حفاظت مرکز کے والد تھے۔

(2) مکرمہ سلیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد بشیر صاحب (کوٹلی کشمیر، حال مرید کے ضلع شیخوپورہ)

4/مئی 2024ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے شادی کے بعد 1985ء میں بیعت کی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی عہدیداروں، مربیان اور معلمین کا بہت احترام کرتی تھیں۔ بیماری کا بڑے صبر و ہمت سے مقابلہ کیا اور ہر وقت خدا کا شکر ادا کرتی رہتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم مامون احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(3) مکرم کرنل نصیر الحق خان صاحب (لاہور)

11/جون 2024ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے ٹی آئی کالج ربوہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایئر فورس کو بطور پائلٹ جوائن کیا۔ پھر فوج میں شمولیت اختیار کی اور باوقار طریق پر نوکری کی۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد لاہور میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ علاقہ لاہور میں خدمت کے دوران نگران ضلع اوکاڑہ کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ 28/مئی 2010ء کے واقعہ کے بعد ضلعی سیکیورٹی کمیٹی کے فعال رکن بھی رہے اور مساجد اور جماعتوں کی سیکیورٹی کو بہتر بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، شفیق، عاجز، خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک محبت کرنے والے اور خلیفہ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے ایک نافع الناس مخلص خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرمہ طاہرہ آغا صاحبہ اہلیہ مکرم آغا طاہر خان صاحب مرحوم (امریکہ)

یکم مئی 2024ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت ڈاکٹر ملک عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور ڈاکٹر ملک رحمت اللہ صاحب مرحوم آف قلعہ کالروالا کی بیٹی تھیں۔ سادہ مزاج اور رحم دل خاتون تھیں اور ہر ایک سے ہمدردی سے پیش آتی تھیں۔ خلافت اور جماعت سے بہت عشق کا تعلق تھا۔ چندہ جات کی ادائیگی میں پہل کرتیں اور بروقت ادائیگی کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے شامل ہیں۔ مرحومہ کے ایک بیٹے آغا عثمان خان صاحب امریکہ میں وکالت تصنیف یوکے کی ٹیم کے ساتھ رضاکارانہ طور پر خدمت بجالارہے ہیں۔

(5) مکرمہ طاہرہ ظہیر صاحبہ اہلیہ مکرم ظہیر احمد صاحب (جرمنی)

27/مئی 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ نظام جماعت سے بہت اچھا تعلق تھا اور چندہ جات باقاعدگی سے ادا کیا کرتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، ہمدرد، ملنسار، اچھے اخلاق کی مالک ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ پردے کی بڑی پابندی کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی تینوں بیٹیاں لجنہ کی لوکل عاملہ میں خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

(6) مکرم ڈاکٹر محمد اسلم ناصر صاحب (آسٹریلیا) ابن مکرم محمد اسحاق انور صاحب مرحوم (واقف زندگی)

30/مارچ 2024 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے دادا حضرت میاں فضل کریم صاحب رضی اللہ عنہ (آف گوجرانوالہ) اور نانا حضرت حکیم مولوی نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ (مربی جموں کشمیر) دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم پاکستان سے ایم ایس سی تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی منظوری سے 1979ء میں مجلس نصرت جہاں کے تحت گھانا چلے گئے۔ فروری 1982ء میں گھانا سے واپسی پر آپ کی شادی ہوئی۔ اس کے بعد نیوزی لینڈ چلے گئے اور وہاں آپ کو پی ایچ ڈی کرنے کی توفیق ملی۔ 1985ء میں جب آپ Wellington میں تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو کچھ عرصہ کے لیے امیر بھی مقرر فرمایا تھا۔ پھر اسی سال کینیا چلے گئے اور وہاں دو یونیورسٹیوں میں تدریس کے فرائض سرانجام دئے۔ امریکہ قیام کے دوران بھی شاندار خدمت کی توفیق پائی۔ ضرورت مندوں کی مدد کرنے والے ہمدرد انسان تھے۔ اپنے اور پرائے ہم مذہب یا غیر مذہب سب کے ساتھ آپ کا معاملہ نہایت پیار والا تھا۔ امانت، دیانت، قناعت اور خودداری ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ جماعتی کاموں کے لیے ہروقت مستعد رہتے۔ قرآن کریم سے عشق تھا۔ بچوں کو امام وقت سے تعلق کی تلقین کرتے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں بہت مستقل مزاج تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

اعلان برائے اسامی ڈرائیور صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے زائد اور 40 سال سے کم ہو۔ (2) اُمیدوار کم از کم دسویں پاس ہو۔ (3) اُمیدوار کے پاس فور وہیلر گاڑی چلانے کا Valid لائسنس ہونا ضروری ہے۔ (4) اُمیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کے پاس کسی سرکاری یا نجی ادارہ میں ڈرائیونگ کا کم از کم 2 سال کا تجربہ ہو۔ نیز اپنی درخواست کے ساتھ مذکورہ ادارہ جس میں اُمیدوار نے تجربہ حاصل کیا ہے وہاں کا Experience Certificate پیش کرنا بھی اُمیدوار کے لئے لازمی ہے۔ (5) اُمیدوار کے لئے اپنا Birth Certificate جمع کرنا ضروری ہے۔ (6) اُمیدوار کے لئے تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونا ضروری ہوگا۔ (7) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے اُمیدواران کا ڈرائیونگ ٹیسٹ بھی لیا جائیگا۔ (8) اُمیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہو۔ (9) اُمیدوار ڈرائیور کو تقرری کے بعد درجہ دوئم کے برابر الاؤنس اور دیگر سہولیات دی جائے گی۔ (10) سلیکشن کی صورت میں اُمیدواران کو قادیان میں ابتدائی پانچ سال تک اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ (11) اُمیدوار کے اخراجات سفر خرچ قادیان آمدورفت اپنے ہوں گے۔

نوٹ:- تحریری امتحان، انٹرویو و ڈرائیونگ ٹیسٹ کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516

موبائل: 09682627592, 09888232530 **دفتر:** 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11987: میں منیرہ خاتون زوجہ مکرم ناصر الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 6 مئی 1997 پیدائشی احمدی ساکن رونی باری ضلع کوچ بہار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 8 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر-/54,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد علی الامۃ : منیرہ خاتون گواہ : عبدالجلیل

مسل نمبر 11988: میں عبدالباری ولد مکرم عبدالجلیل صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 23 نومبر 1999 پیدائشی احمدی ساکن: رونی باری ضلع کوچ بہار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد علی العبد : عبدالباری گواہ : عبدالجلیل

مسل نمبر 11989: میں سیف الاسلام ولد مکرم حفیظ الرحمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاشت کاری تاریخ پیدائش 5 جون 1984 تاریخ بیعت 2000 ساکن ایم۔ کے کتھی پوسٹ پند یاری ضلع کوچ بہار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ کھیتی زمین 3 بیگھہ۔ میرا گزارہ آمد از کاشتکاری ماہوار 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ابوذر غفاری العبد : سیف الاسلام گواہ : نورالزمان

مسل نمبر 11990: میں عابدہ بیگم زوجہ مکرم مولوی عبداللہ المحمود صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 6 اکتوبر 1987 پیدائشی احمدی ساکن شکونی بالا پوسٹ پتھلہ کھاوا ضلع کوچ بہار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک گرام 22 کیریٹ حق مہر -/15,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مولوی محمد علی الامۃ : عابدہ بیگم گواہ : ناصرالدین

مسل نمبر 11991: میں ذاکر حسین ولد مکرم سلامۃ اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاشت کاری تاریخ پیدائش 11 اکتوبر 1967 تاریخ بیعت 2017 ساکن: اتر دیو گاؤں ضلع علی پور دوار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین کھیتی 5 بیگھہ میرا گزارہ آمد از کاشت کاری ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد علی العبد : ذاکر حسین گواہ : عبدالکلام

مسل نمبر 11992: میں رقیہ بیگم زوجہ مکرم مولوی آدم حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 مئی 1989 پیدائشی احمدی ساکن panishala ضلع کوچ بہار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار 10 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر 20 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین الامۃ : رقیہ بیگم گواہ : محمد علی

مسل نمبر 11993: میں فریدہ پروین زوجہ مکرم ضیاء الرحمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 8 جنوری 1993 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: افضال بلڈنگ نوٹن پولی ضلع کوچ بہار صوبہ ویسٹ بنگال مستقل پتہ: تنگنا ماری پوسٹ اَبھے پوری ضلع بونگائی گاؤں آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہاتھ کا کڑا 2.4 گرام، کان کی بالیاں ایک گرام (تمام زیورات 22 کیرٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین الامۃ : فریدہ پروین گواہ : مولوی محمد علی

مسل نمبر 11994: میں شریفہ بانو زوجہ مکرم مقبول حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 5 ستمبر 1993 پیدائشی احمدی ساکن شلبن حال پوسٹ سوناپور ضلع علی پور دوار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی ایک گرام، ہاتھ کا کڑا 2.2 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/36,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین الامۃ : شریفہ بانو گواہ : مولوی محمد علی

مسل نمبر 11995: میں مدینہ خاتون زوجہ مکرم مولوی حبیب الرحمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1963 تاریخ بیعت 1988 ساکن: شل بنک سوناپور ضلع علی پور دوار صوبہ ویسٹ بنگال مستقل پتہ: شجل پارا پوسٹ کرلن پارا ضلع بونگئی گاؤں آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر ایک ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین الامۃ : مدینہ خاتون گواہ : مولوی محمد علی

مسل نمبر 11996: میں زین العابدین ولد مکرم عبدالقاسم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ رکشہ ڈرائیور تاریخ پیدائش: 31 جولائی 1990 پیدائشی احمدی ساکن پر بودیو گاؤں ضلع علی پور دوار صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین العبد : زین العابدین گواہ : منصورالحق

مسل نمبر 11997: میں Ashida Khatun زوجہ مکرم شفیق الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1987 پیدائشی احمدی ساکن ایس ایم کالونی ریل گیٹ ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/4,786 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین الامۃ : Ashida Khatun گواہ : محمد علی

مسل نمبر 11998: میں ذاکر حسین ولد مکرم محمد عبدالعزیز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 18 جولائی 1982 تاریخ بیعت 2000 ساکن ہوسپٹل پارا پوسٹ چالسا ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین العبد : ذاکر حسین گواہ : محمد علی

مسل نمبر 11999: میں عائشہ خاتون زوجہ مکرم جابر حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 7 جنوری 1992 تاریخ بیعت 2010 ساکن مدیا دیوگاؤں ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد داؤد علی   الامۃ : عائشہ خاتون   گواہ : منصور الحق

مسل نمبر 12000: میں سنووارا خاتون زوجہ مکرم مولوی عبد الکلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 5 جون 1994 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: کری پارا پوسٹ بندی پارا ضلع بونگئی گاؤں صوبہ آسام مستقل پتہ: نارار بیٹا ضلع بونگئی گاؤں صوبہ آسام بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان اور ناک کا زیور 4 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر -/30,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر الدین   الامۃ : سنووارا خاتون   گواہ : محمد علی

مسل نمبر 12001: میں مہر النساء زوجہ مکرم جنت علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 نومبر 1985 تاریخ بیعت 1997 ساکن بھولا پارا ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/15,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : جمیل الرحمان   الامۃ : مہر النساء   گواہ : شیخ محمد علی

مسل نمبر 12002: میں رضیہ خاتون زوجہ مکرم صابر علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 اکتوبر 1969 تاریخ بیعت 1996 ساکن: sahebpara پوسٹ بھولا پارا ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/501 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : جمیل الرحمان   الامۃ : رضیہ خاتون   گواہ : محمد نور جمال

مسل نمبر 12003: میں شاہجہان علی ولد مکرم نور الحق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاشت کاری تاریخ پیدائش 1 جون 1966 تاریخ بیعت 2000 ساکن: بابو پارا پوسٹ parasnna نگر ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ کھیتی زمین ڈیڑھ بیگھہ۔ میرا گزارہ آمد از کاشت کاری ماہوار -/2,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد نور جمال   العبد : شاہجہان علی   گواہ : ناصر الدین

مسل نمبر 12004: میں محسنہ خاتون زوجہ مکرم شاہجہان علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1978 تاریخ بیعت 2000 ساکن Belacoba ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/9,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد علی   الامۃ : محسنہ خاتون   گواہ : ناصر الدین

مسل نمبر 12005: میں ساجدہ خاتون زوجہ مکرم حبیب الرحمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 فروری 1998 تاریخ بیعت 2013 ساکن Prasannanagar بابو پارا Belacoba ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/15,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حبیب الرحمان   الامۃ : ساجدہ خاتون   گواہ : ناصر الدین

مسل نمبر 12006: میں فردوسی بیگم زوجہ مکرم مولوی ظہیر الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 3 مارچ 1991 تاریخ بیعت 2005 ساکن نکر گاچ ضلع دارجلنگ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/40,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر الدین خان   الامۃ : فردوسی بیگم   گواہ : شیخ محمد علی

اعلان برائے اسامی درجہ دوم صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔ (2) اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (3) اُمیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو۔ (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔ (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزءاوّل:: ● قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ باترجمہ ● چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ **(30 نمبرات)**

جزءدوم:: ● کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ● مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ
● نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات)**

جزءسوم:: ● انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2) **(20 نمبرات)**

جزءچہارم:: ● حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات)**

جزءپنجم:: ● عام معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا۔ (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔ (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی۔ (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:- تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516

موبائل: 09682627592, 09888232530 **دفتر:** 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 17 - October - 2024 Issue. 42

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اس جنگ میں قریش کو کچھ ایسا دھکا لگا کہ اس کے بعد ان کو پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف حملہ آور ہونے کی ہمت نہیں ہوئی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی

جنگ احزاب کے حالات وواقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ؍اکتوبر 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آجکل جنگ احزاب کا ذکر چل رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے لشکروں کو واپس بھگا دیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا۔ یعنی آئندہ ہم قریش کے خلاف نکلیں گے مگر انہیں ہمارے خلاف نکلنے کی ہمت نہیں ہوگی اور اس کے بعد واقعی ایسا ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں مکہ فتح ہوگیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ:

کم وبیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد کفار کا لشکر مدینہ سے بے نیل مرام واپس چلا گیا اور بنوقریظہ جو ان کی مدد کے لئے نکلے تھے وہ بھی اپنے قلعہ میں واپس آ گئے۔ قبیلہ اوس کے رئیس اعظم سعد بن معاذ کی شہادت کا نقصان مسلمانوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تھا لیکن اس جنگ میں قریش کو کچھ ایسا دھکا لگا کہ اس کے بعد ان کو پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف اس طرح جتھہ بنا کر نکلنے یا مدینہ پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہیں ہوئی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

لشکر کفار کے چلے جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے بھی صحابہ کو واپسی کا حکم دیا اور مسلمان میدان کارزار سے اُٹھ کر مدینہ میں داخل ہو گئے۔ جنگ خندق یا احزاب ایک نہایت ہی خطرناک جنگ تھی۔ جس نے اسلام کی عمارت کو جڑ سے ہلا دیا اور جس کے مہیب مناظر کو دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں اور ان کے کلیجے منہ کو آنے لگ گئے اور کمزور لوگوں نے سمجھ لیا کہ بس اب خاتمہ ہے۔ اور اس مصیبت کی تلخی کو بنوقریظہ کی غداری نے دگنا کر دیا۔ اگر اس وقت ان وحشی درندوں کو شہر میں داخل ہو جانے کا موقع مل جاتا تو ایک مسلمان بھی زندہ نہ بچتا اور کسی مسلمان خاتون کی عزت ان لوگوں کے ناپاک حملوں سے محفوظ نہ رہتی۔ بنو قریظہ خطرناک صورت میں اپنی غداری کا مظاہرہ کر کے اب امن وامان کے ساتھ اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب کوئی شخص ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہونے کے بعد واپس تشریف لائے تو آپ نے اور صحابہ نے ہتھیار اتار دیئے۔ آنحضور ﷺ حضرت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے ہمیں سلام کیا جبکہ ہم گھر میں تھے۔ اس نے آواز دی تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے اس کی طرف گئے اور میں دروازے کے درمیان میں سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت دحیہ کلبی تھے وہ اپنے چہرے سے غبار جھاڑ رہے تھے اور انہوں نے عمامہ باندھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سواری کی گردن سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔ اللہ کی قسم ہم نے ہتھیار نہیں اتارے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب سے آپ کا دشمن سے سامنا ہوا ہے تب سے فرشتوں نے اسلحہ نہیں اتارا اور ابھی ہم احزاب کے تعاقب سے واپس آ رہے ہیں۔ اب آپ اُدھر کا رخ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کدھر؟ تو اس نے اشارہ سے کہا اُدھر یعنی بنوقریظہ کی طرف۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اندر تشریف لائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ وہ شخص کون تھا آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت اعلان کروایا کہ بنوقریظہ کی طرف نکل پڑیں اور عصر کی نماز وہیں پڑھیں۔ چنانچہ اعلان سنتے ہی صحابہ تیزی سے نکل پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا اور ان کو لشکر کا سیاہ رنگ کا عقاب نامی جھنڈا دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر حضرت ابن ام مکتوم کو نگران مقرر فرمایا اور بنوقریظہ کی طرف نکلے۔ آپؐ نے زرہ پہنی اور خود پہنا اور اپنے ہاتھ میں نیزہ لے لیا اور ڈھال گلے میں لٹکا لی اور اپنے گھوڑے نحیف پر سوار ہوئے۔ آپ کے ساتھ تین ہزار افراد تھے۔ حضرت علی مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ پہلے ہی بنوقریظہ کے پاس پہنچ چکے تھے۔ بنوقریظہ اپنے قلعوں میں بند ہو کر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دینے لگے۔ حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خاموش رہے اور ان گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور کہا کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔

مسلمانوں نے یہودیوں کے قلعوں کا احاطہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل ان پر تیر اندازی کرواتے رہے۔ محاصرہ طول پکڑنے لگا تو بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد اپنی قوم کے لوگوں سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اللہ کی قسم تم پر ایک آزمائش آئی ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ میں تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہو قبول کر لو۔ انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ کعب بن اسد نے کہا کہ ہم محمد ﷺ کی اطاعت قبول کر لیں اور ان کو سچا مان لیں کیونکہ اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور یہ وہی شخص ہیں جن کا ذکر تم اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ کعب نے کہا کہ میں تو عہد بھی توڑنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن یہ مصیبت اور آزمائش اس حیی بن اخطب کی طرف سے ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ حُیّ اس وقت پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کعب نے کہا پس آؤ ہم محمد ﷺ کی اتباع اور تصدیق کریں لیکن بنوقریظہ کے لوگوں نے انکار کر دیا۔ اس پر کعب نے کہا تو دوسری بات یہ ہے کہ آؤ ہم اپنے بچوں اور بیویوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں سونت کر محمد ﷺ اور ان کے صحابہ پر ٹوٹ پڑیں۔ اگر ہم غالب آ گئے تو میری عمر کی قسم اولاد اور بیویاں تو ہمیں اور بھی مل جائیں گی۔ لوگوں نے کہا کہ کیا ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں ان کے بعد زندگی میں کیا لطف رہ جائے گا۔ پھر کعب نے کہا اگر تم میری یہ بات بھی نہیں مانتے تو تیسری بات یہ ہے کہ آج کی رات سبت کی رات ہے اور امید ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہ اس رات ہماری طرف سے بے فکر ہوں گے۔ اس لئے تم ان پر حملہ کر دو۔ شاید کہ ہم محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کو دھوکہ دے سکیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے سبت میں ایسا کام نہیں کریں گے جو ہم سے پہلے کسی نے نہیں کیا اور یوں انہوں نے کعب کی تینوں باتوں کا انکار کر دیا۔

کعب کے بعد ایک اور یہودی عمرو بن سودا نے کہا اَے یہود کے گروہ اگر تم ان کے دین میں داخل ہونے سے انکار کرتے ہو تو یہودیت کی جو تعلیم ہے اس پر تو ثابت قدم رہو اور ان کو جزیہ دے دو۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ ہم عرب کو اپنی گردنیں چھڑوانے کے لئے خراج نہیں دیں گے۔ اس سے بہتر تو قتل ہو جانا ہے۔ تو عمرو نے کہا پھر میں تم سے بری ہوں اور وہ اسی رات قلعہ سے باہر نکل گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گیا۔ تین اور افراد اسی رات قلعہ سے اتر آئے اور اسلام لے آئے اور اپنی جانیں اپنے خاندان اور اپنے اموال بچا لئے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت ابولبابہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ جب ان پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو انہوں نے سبت کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہماری طرف بھیج دیں تا کہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ کر لیں۔ یہ بنوقریظہ کے حلیف قبیلہ اوس کے ایک معزز فرد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھیج دیا۔ کعب بن اسد نے کہا کہ اے ابولبابہ آپ کا کیا خیال ہے کیا ہم محمد کے فیصلے کو قبول کر لیں؟ تو حضرت ابولبابہ نے جواب دیا ہاں اور اپنے ہاتھ کو اپنے گلے کی طرف اس طرح پھیرا جیسے قتل کا اشارہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ابولبابہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے اسی وقت محسوس کیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے۔ میں شرمندہ ہوا کہ میں نے یہ کیا اشارہ کر دیا ہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں نیچے اترا تو میری داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ لوگ میرے لوٹنے کا انتظار کر رہے تھے میں نے قلعہ کے پیچھے سے ایک دوسرا راستہ لیا اور مسجد میں آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں گیا۔ میں نے اپنے آپ کو ستون سے باندھ دیا۔ میں نے کہا میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں یا اللہ میرے اس فعل پر میری توبہ قبول کر لے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں بنو قریظہ کی زمین میں کبھی پاؤں نہیں رکھوں گا اور نہ اس بستی کو دیکھوں گا جس پر میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو جب میرے چلے جانے اور میرے اس فعل کی خبر پہنچی تو فرمایا اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر دے۔ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اس کے لئے استغفار کرتا۔ ابولبابہ کہتے ہیں کہ کئی راتیں میں نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا اور یہی کہتا رہا کہ میں اسی حال میں رہوں گا اور یہاں تک کہ میں دنیا کو چھوڑ جاؤں یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول فرمائی۔

حضرت ابولبابہ کی توبہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ پر سحری کے وقت آیت نازل ہوئی تھی۔ آپ حضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سحری کے وقت مسکراتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابولبابہ کے لئے خوشخبری ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان کو خوشخبری نہ دے دوں۔ فرمایا کیوں نہیں اگر چاہو تو خوشخبری دے دو۔ پھر وہ اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں اور پھر فرمانے لگیں کہ اے ابولبابہ خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ لوگ ان کو کھولنے کے لئے ان کی طرف گئے تو حضرت ابولبابہ نے کہا نہیں رسول اللہ ﷺ ہی مجھے کھولیں گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو اپنے دست مبارک سے انہیں کھول دیا۔ حضرت ابولبابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری توبہ تو یہ ہے کہ میں اپنی قوم کے ان گھروں کو بھی چھوڑ دوں جن میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے اور میں اپنے سارے کا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابولبابہ تمہارے لئے ایک تہائی کافی ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے پاکستان، بنگلہ دیش، الجزائر اور سوڈان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ اسرائیلی حکومت اور امریکہ کی حکومت اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں کو روک سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں سب طاقت ہے لیکن اس کے لئے مسلمانوں کو بھی اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے اور بھائی بھائی ہونے کا نمونہ بننا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمام مسلمانوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Jmar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad